ارشاد باری تعالیٰ

وَاعۡتَصِمُوۡا بِحَبۡلِ اللّٰہِ جَمِیۡعًا وَّلَا تَفَرَّقُوۡا ۪ وَاذۡکُرُوۡا نِعۡمَتَ اللّٰہِ عَلَیۡکُمۡ اِذۡ کُنۡتُمۡ اَعۡدَآءً فَاَلَّفَ بَیۡنَ قُلُوۡبِکُمۡ فَاَصۡبَحۡتُمۡ بِنِعۡمَتِہٖۤ اِخۡوَانًا ۚ (آل عمران:104)

ترجمہ: اور اللہ کی رسّی کو سب کے سب مضبوطی سے پکڑلو اور تفرقہ نہ کرو اور اپنے اُوپر اللہ کی نعمت کو یاد کرو کہ جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے تو اُس نے تمہارے دلوں کو آپس میں باندھ دیا اور پھر اس کی نعمت سے تم بھائی بھائی ہو گئے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد 68

شمارہ 24

ایڈیٹر
منصور احمد

نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
تنویر احمد ناصر ایم اے

شرح چندہ
سالانہ 700 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
50 پاؤنڈ
یا 80 ڈالر امریکن
یا 60 یورو

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly BADAR Qadian

www.akhbarbadrqadian.in

9 شوال 1440 ہجری قمری ● 13 احسان 1398 ہجری شمسی ● 13 جون 2019ء

اخبار احمدیہ

الحمدللہ سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر وعافیت ہیں۔

حضور پُرنُور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 7 جون 2019 کو مسجد مبارک (اسلام آباد ٹلفورڈ سرّے) سے خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ اس کا خلاصہ اسی شمارہ کے صفحہ 20 پر ملاحظہ فرمائیں۔

احباب کرام حضور انور کی صحت وتندرستی، درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔ آمین۔

مخالفین قلم سے ہم پر وار کرنا چاہتے ہیں اور کرتے ہیں، کس قدر بیوقوفی ہوگی کہ ہم ان سے لٹھم لٹھا ہونے کو تیار ہو جائیں

میں تمہیں کھول کر بتلاتا ہوں کہ ایسی صورت میں اگر کوئی اسلام کا نام لیکر جنگ وجدال کا طریق جواب میں اختیار کرے تو وہ اسلام کا بدنام کرنے والا ہوگا، اسلام کا کبھی ایسا منشاء نہ تھا کہ بے مطلب اور بلاضرورت تلوار اٹھائی جاوے

ارشادات عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ و السّلام

مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کی غرض

خدائے تعالیٰ نے مجھے مبعوث فرمایا کہ میں اُن خزائن مدفونہ کو دنیا کو دکھاؤں اور ناپاک اعتراضات کا کیچڑ جوان درخشاں جواہرات پر تھوپا گیا ہے اسے پاک صاف کروں۔ خدائے تعالیٰ کی غیرت اس وقت بڑے جوش میں ہے کہ قرآن کریم کی ساخت عزت کو ہر ایک خبیث دشمن کے داغ اعتراض سے منزہ ومقدس کرے۔

الغرض ایسی صورت میں کہ مخالفین قلم سے ہم پر وار کرنا چاہتے ہیں اور کرتے ہیں، کس قدر بیوقوفی ہوگی کہ ہم ان سے لٹھم لٹھا ہونے کو تیار ہو جائیں۔ میں تمہیں کھول کر بتلاتا ہوں کہ ایسی صورت میں اگر کوئی اسلام کا نام لے کر جنگ وجدال کا طریق جواب میں اختیار کرے تو وہ اسلام کا بدنام کرنے والا ہوگا۔ اور اسلام کا کبھی ایسا منشاء نہ تھا کہ بے مطلب اور بلاضرورت تلوار اٹھائی جاوے۔ اب لڑائیوں کی اغراض جیسا کہ میں نے کہا ہے فن کی شکل میں آ کر دینی نہیں رہیں بلکہ دنیوی اغراض ان کا موضوع ہو گیا ہے۔ پس کس قدر ظلم ہوگا کہ اعتراض کرنے والوں کو جواب دینے کی بجائے تلوار دکھائی جائے۔ اب زمانہ کے ساتھ حرب کا پہلو بدل گیا ہے اس لئے ضرورت ہے کہ سب سے پہلے اپنے دل اور دماغ سے کام لیں اور نفوس کا تزکیہ کریں۔ راستبازی اور تقویٰ سے خدائے تعالیٰ سے امداد اور فتح چاہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا ایک اٹل قانون اور مستحکم اصول ہے کہ اگر مسلمان صرف قیل وقال اور باتوں سے مقابلہ میں کامیابی اور فتح پانا چاہیں تو یہ ممکن نہیں۔ اللہ تعالیٰ لاف گزاف اور لفظوں کو نہیں چاہتا وہ تو حقیقی تقویٰ کو چاہتا اور سچی طہارت کو پسند کرتا ہے۔ جیسا کہ فرمایا ہے اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیۡنَ اتَّقَوۡا وَّ الَّذِیۡنَ ہُمۡ مُّحۡسِنُوۡنَ۔ (النحل:۱۲۹)

عقل سے بھی کام لینا چاہئے

ہم کو عقل سے بھی کام لینا چاہیے کیونکہ انسان عقل کی وجہ سے مکلّف ہے۔ کوئی آدمی بھی خلاف عقل باتوں کے ماننے پر مجبور نہیں ہوسکتا۔ قویٰ کی برداشت اور حوصلہ سے بڑھ کر کسی قسم کی شرعی تکلیف نہیں اٹھوائی گئی۔ لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفۡسًا اِلَّا وُسۡعَہَا (البقرۃ:۲۸۷) اس آیت سے صاف طور پر پایا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکام ایسے نہیں جن کی بجا آوری کوئی کر ہی نہ سکے اور نہ شرائع واحکام خدائے تعالیٰ نے دنیا میں اس لئے نازل کئے کہ اپنی بڑی فصاحت و بلاغت اور ایجادی قانونی طاقت اور چیستان طرازی کا فخر انسان پر ظاہر کرے اور یوں پہلے ہی سے اپنی جگہ ٹھان رکھا تھا کہ کہاں بیہودہ ضعیف انسان اور کہاں کا ان حکموں پر عمل درآمد؟ خدا تعالیٰ اس سے برتر و پاک ہے کہ ایسا لغو فعل کرے۔ ہاں عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ دنیا میں کوئی آدمی شریعت کی تابعداری اور خدا کے حکموں کی بجا آوری کر ہی نہیں سکتا۔ نادان اتنا نہیں جانتے کہ پھر خدا کو شریعت کے بھیجنے کی کیا ضرورت پڑی تھی۔ ان کے خیال اور اعتقاد میں گویا اللہ تعالیٰ نے (نعوذ باللہ) پہلے نبیوں پر شریعت نازل کر کے ایک عبث اور بیہودہ کام کیا۔ اصل میں خدا کی ذاتِ پاک پر اس قسم کی عیب تراشی کی ضرورت عیسائیوں کو اسی کفارہ کے مسئلہ کی گھڑت کے لئے پیش آئی۔ مجھے حیرت اور تعجب ہوتا ہے کہ ان لوگوں نے اپنے ایک اختراعی مسئلہ کی بنیاد قائم کرنے کے لئے اس بات کی بھی پروا نہیں کی کہ خدا کی ذات پر کس قسم کا گندہ حرف آتا ہے۔

قرآنی تعلیم کا ہر ایک حکم معلّل باغراض ومصالح ہے

ہاں! یہ خوبی قرآنی تعلیم میں ہے کہ اس کا ہر ایک حکم معلّل باغراض ومصالح ہے اور اس لئے جا بجا قرآن کریم میں تاکید ہے کہ عقل، فہم، تدبر، فقاہت اور ایمان سے کام لیا جائے اور قرآن اور دوسری کتابوں میں یہی بیّن مابہ الامتیاز ہے۔ اور کسی کتاب نے اپنی تعلیم کو عقل اور تدبر کی دقیق اور آزادنکتہ چینی کے آگے ڈالنے کی جرأت ہی نہیں کی بلکہ انجیل خاموش کے چالاک اور گویا حامیوں نے اس شعور سے کہ انجیل کی تعلیم عقلی زور کے مقابل بے جان محض ہے ہوشیاری سے اپنے عقائد میں اس امر کو داخل کرلیا کہ تثلیث اور کفارہ ایسے راز ہیں کہ انسانی عقل ان کی کنہ تک نہیں پہنچ سکتی۔ برخلاف اس کے فرقان حمید کی یہ تعلیم ہے اِنَّ فِیۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ وَ اخۡتِلَافِ الَّیۡلِ وَ النَّہَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الۡاَلۡبَابِ الَّذِیۡنَ یَذۡکُرُوۡنَ اللّٰہَ الآیۃ۔ (آل عمران:۱۹۱،۱۹۲) یعنی آسمانوں کی بناوٹ اور زمین کی بناوٹ اور رات اور دن کا آگے پیچھے آنا دانشمندوں کو اس اللہ کا صاف پتہ دیتے ہیں جس کی طرف مذہب اسلام دعوت کرتا ہے۔ اس آیت میں کس قدر صاف حکم ہے کہ دانشمند اپنی دانشوں اور مغزوں سے بھی کام لیں۔

......☆☆......☆☆......

جمیل احمد ناصر، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

یہ زمانہ جس میں سے ہم گزر رہے ہیں دُنیاوی ترقیات کی انتہا کا زمانہ ہے اور اِس دُنیاوی ترقی نے جہاں انسان کو نئی سے نئی ایجادات کرنیکے مواقع میسر فرمائے ہیں وہاں بعض ایجادات اور نئی چیزیں نقصان دہ بھی بن رہی ہیں

اکثر لوگ ہر وقت سیل فون یا آئی پیڈ وغیرہ لیکر بالکل نشہ کی حالت میں رہتے ہیں اور اسکا نقصان یہ ہے کہ گھر ٹوٹ رہے ہیں، بچے بگڑ رہے ہیں

نئی ایجادات کا فائدہ بھی اس وقت تک ہے جب ان سے جائز فائدہ اٹھایا جائے

اس بات کو بھی تربیت کے نقطۂ نظر سے ماں باپ کو اپنے سامنے رکھنا چاہئے کہ گھر کا ماحول ایسا پاکیزہ اور سازگار ہو جیسا کہ میں نے کہا کہ ظاہر و باہر ایک ہو، دو عملی نظر نہ آئے، پھر ہی بچے صحیح طور پر تربیت حاصل کریں گے

انتظامیہ میں چاہے عورتیں ہیں یا مرد، دوسرے کے بچے کو بھی اپنے بچوں کی طرح دیکھنا چاہئے
ماں باپ نے جماعتی نظام پر اعتماد کر کے بچے آپ کے پاس بھیجے ہیں تو اس اعتماد پر پورا اُتریں

لڑکوں کی تربیت کے لئے بھی اور لڑکیوں کی تربیت کے لئے بھی یہ ضروری چیز ہے کہ ان میں انصاف قائم رکھا جائے

وقفِ نو بچوں کی تو خاص طور پر بچپن سے دینی تربیت کرنے کی ضرورت ہے، اخلاقی تربیت کرنے کی ضرورت ہے،
اللہ تعالیٰ کی محبت دل میں پیدا کرنے کی ضرورت ہے تا کہ بڑے ہو کر وہ دوسروں کی نسبت زیادہ ممتاز ہو کر ابھریں،
اور دنیاوی دلچسپیاں انہیں اپنی طرف نہ کھینچیں، اُنکے اخلاق کے معیار دوسروں سے بلند ہوں نہ یہ کہ وہ اپنے بھائیوں کیساتھ بدتمیزی کر رہے ہوں

**اگر کسی عہدیدار سے شکوہ ہے تو خلیفہ وقت تک اپنی بات پہنچا دیں اور پھر معاملہ خدا تعالیٰ پر چھوڑیں
یہی چیز ہے جو اگلی نسلوں کو جماعت اور خلافت سے جوڑ کر رکھے گی**

اگر اگلی نسلوں کی تربیت کرنی ہے تو اللہ تعالیٰ کے تمام احکامات پر سنجیدگی سے چلنے کی ضرورت ہے
اپنی نسلوں کی تربیت کے لئے اپنی دعاؤں کو قبول کروانا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کے احکامات پر چلنے کی ضرورت ہے

جماعت احمدیہ برطانیہ کے جلسہ سالانہ کے موقع پر 04 / اگست 2018ء بروز ہفتہ امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا حدیقۃ المہدی (آلٹن) میں مستورات سے خطاب

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ
وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔
مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ
نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔
صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ
غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

یہ زمانہ جس میں سے ہم گزر رہے ہیں دنیاوی ترقیات کی انتہا کا زمانہ ہے اور اس دنیاوی ترقی نے جہاں انسان کو نئی سے نئی ایجادات کرنے کے مواقع میسر فرمائے ہیں۔ ہر روز اللہ تعالیٰ نے مواقع میسر فرمائے ہیں۔ ہر روز ایک نئی ایجاد سامنے آ رہی ہے یا پرانی ایجاد جو انسان نے اپنے آرام کے لئے کی اس میں مزید بہتری کر کے انسان کے لئے آرام دہ اور کارآمد بنایا جا رہا ہے۔ وہاں بعض ایجادات اور نئی چیزیں نقصان دہ بھی بن رہی ہیں۔ مثلاً فون ہے۔ انسان نے ایجاد کیا کہ پیغام رسانی کے ذرائع میسر آئیں اور فوراً اپنا پیغام دوسرے تک پہنچا دیا جائے۔ دنیا کو اس سے بہت فائدہ پہنچ رہا ہے اور اب اس فون کے نظام میں ایسی چیزیں شامل کر دی گئی ہیں کہ آپ اپنی تصویر اور تحریر کے ذریعہ سے بھی اپنے پیغام پہنچا دیتی ہیں۔ یہ موبائل فون یا سیل فون (Cell Phone) اتنے عام ہو گئے ہیں کہ غریب ملکوں کے لوگوں کے ہاتھوں میں بھی یہ نظر آتے ہیں۔ بلکہ بعض ملکوں میں یہ ریسرچ ہوئی کہ لوگ ایک وقت کا فاقہ تو کر لیں گے لیکن موبائل فون ضرور لیں گے اور اس کا استعمال کریں گے۔ مثلاً انڈیا میں سو (100) میں سے ستاسی (87) لوگ موبائل فون کا استعمال کرتے ہیں حالانکہ وہاں بڑی غربت ہے۔ پاکستان میں 75 فیصد لوگ موبائل کا استعمال کرتے ہیں۔ کہتے ہیں وہاں مہنگائی بہت ہو گئی اس کے باوجود یہ حال ہے۔ برازیل بھی ایک غریب ملک ہے۔ آج کل تو اس کی معیشت کا بہت ہی برا حال ہو چکا ہے۔ لیکن وہاں بھی اوسطاً ہر شخص کے پاس ایک سے زیادہ فون ہے بلکہ ہر سو آدمی کے پاس 144 فون ہیں۔ اسی طرح ترقی یافتہ ممالک ہیں وہاں کا بھی یہی حال ہے۔ اب ایک طرف تو غریب ملک کے لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہمارے پاس کھانے کے لئے رقم نہیں۔ دوسری طرف موبائل لینے اور اس پر خرچ کرنے کے لئے جو بھی طریقہ اختیار کیا جا سکتا ہے کیا جاتا ہے۔ اس لئے کہ موبائل پر فیس بُک (Facebook)، ٹوئٹر (Twitter) اور دوسری بہت سی لغویات موجود ہیں دلچسپی کے سامان ہیں۔ اور جو بھی چیزیں تفریح کے لئے یا خبر کے لئے یا فساد پیدا کرنے کے لئے ان فونوں پہ موجود ہیں جن کو ہم لغویات ہی کہیں گے اس کے متعلق بہت سارے جو فون بنانے والے ہیں یا فونوں کی ایپلی کیشنز (Applications) بنانے والے ہیں وہ خود تسلیم کر رہے ہیں کہ اس کا نقصان زیادہ ہے۔ بلکہ ایک بنانے والے نے تو یہ کہا غالباً فیس بُک والے نے ہی کہ میں کبھی اپنے بچوں کے لئے پسند نہیں کروں گا کہ وہ ان لغویات میں پڑیں۔ لیکن دوسروں کی تباہی کے سامان کرنے کے ذریعے پیدا کر رہے ہیں یا سامان کر رہے ہیں۔ دولت کمانے کے لئے یہ خود غرضی ہے جو اِن دنیاداروں میں نظر آتی ہے۔ کوئی فکر نہیں کہ دنیا ان چیزوں کے ناجائز استعمال سے کس فساد اور تباہی کی طرف جا رہی ہے۔ فکر ہے تو اپنی اور اپنے بچوں کی۔ اس کے مقابل پر اسلام کی تعلیم دیکھیں کتنی خوبصورت تعلیم ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنے بھائی کے لئے بھی وہی چیز پسند کرو جو اپنے لئے پسند کرتے ہو۔ (صحیح البخاری کتاب الایمان باب من الایمان ان یحب لاخیہ ما یحب لنفسہ حدیث 13)

اگر اس اصول پر عمل کرتے تو ان ایجادات کی خوبیوں سے تو فائدہ اٹھانے والے ہوتے مگر اس کے نقصانات سے بچ سکتے۔ یہ دنیادار جن کو کوئی رہنمائی نہیں ہے وہ ان نقصان دہ چیزوں میں پڑ کر اپنے آپ کو تباہ کر رہے ہیں تو ان کے بارے میں تو یہ بات سمجھ آتی ہے کہ دنیاوی جو چکا چوند ہے اس نے ان کو اپنی طرف کھینچا ہوا ہے۔ لیکن ہم احمدی جن کو قدم قدم پر رہنمائی ملتی ہے ایسی چیزوں میں پڑیں جو تباہی کی طرف لے جانے والی ہوں اور دنیا کی رَو میں بہہ کر ان نقصان دہ چیزوں سے اپنی زندگیاں برباد کر رہے ہوں تو انہیں کوئی عقل مند نہیں کہہ سکتا۔ ہر دنیاوی چیز کو بھیڑ چال میں اختیار نہیں کر لینا چاہئے۔ اپنی عقل بھی استعمال کرنی چاہئے سوچنا بھی چاہئے پھر جائز طور پر ضرورت سے زیادہ استعمال اور اس میں اتنا ڈوب جانا کہ جس طرح ایک نشہ باز کو نشہ میں ڈوب کر دنیا و مافیہا کی خبر نہیں ہوتی اسی طرح اکثر لوگ ہر وقت سیل فون یا آئی پیڈ وغیرہ لے کر بالکل نشہ کی حالت میں رہتے ہیں اور اس کا نقصان یہ ہے کہ گھر ٹوٹ رہے ہیں بچے بگڑ رہے ہیں۔ اب گھریلو زندگی میں ہی مائیں بچوں کو کھانے پر بلاتی ہیں تو اول تو بات نہیں مانتے اور پھر آ جائیں تو اس وقت بھی ہاتھ میں فون یا اس قسم کی چیزیں ہوتی ہیں جس میں کھیلیں ہیں، فلمیں ہیں اور وہ ہر وقت اس کو دیکھ رہے ہوتے ہیں۔ پڑھائی کی طرف

باقی صفحہ نمبر 8 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

خلافتِ احمدیہ کے ذریعے ہی دنیا اب امّتِ واحدہ بننے کا نظارہ بھی دیکھ سکتی ہے اور اس کے بغیر نہیں

جب تک خلافتِ احمدیہ سے یہ تعلق اور محبت رہے گا خوف کی حالت بھی امن میں بدلتی رہے گی اور اللہ تعالیٰ لوگوں کی تسلی کے سامان بھی پیدا فرماتا رہے گا۔ان شاء اللہ

خلافت کی باتوں پر عمل کرنا بھی تمہارے لیے ضروری ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے حکموں میں سے ایک حکم ہے

قومی اور روحانی زندگی کے جاری رکھنے کے لیے مومنین کے لیے یہ انتہائی ضروری چیز ہے کہ اپنی اطاعت کے معیار کو بڑھائیں

بیعت کے بعد اپنی سوچوں کو درست سمت میں رکھنا اور کامل اطاعت کے نمونے دکھانا انتہائی ضروری ہے

عام اطاعت یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حق ادا کرو۔اس کی عبادت بھی سنوار کر کرو

ایسے اعلیٰ اخلاق ہوں کہ احمدی اور غیر احمدی میں فرق صاف نظر آنے لگ جائے

دنیاوی خواہشات اور ان کے پیچھے پڑ کر دین کو ثانوی حیثیت دینے کی حالت بھی شرک کی حالت ہے

اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنے کیلئے ہمیں اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ کس حد تک ہم میں اطاعت کا مادہ ہے، کس حد تک ہم اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کر رہے ہیں، کس حد تک ہم اپنی عبادتوں کو سنوار رہے ہیں، کس حد تک سنت پر عمل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں، کس حد تک ہماری اطاعت کے معیار ہیں

ہر ایک کو کچھ نہ کچھ تاریخ سے آگاہی بھی ہونی چاہیے

جو خلافت سے وابستہ رہیں گے، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے حکموں پر عمل کرتے رہیں گے، اپنی نمازوں کی حفاظت کریں گے، تزکیہ نفس اور تزکیہ اموال کرتے رہیں گے، اطاعت میں اعلیٰ معیار قائم کرتے رہیں گے وہ ان شاء اللہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بنتے رہیں گے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال کے بعد خلافتِ احمدیہ کے بابرکت قیام کا تفصیلی تذکرہ

نئے مرکز اسلام آباد کی ’’مسجد مبارک‘‘ کے سنگِ بنیاد کے ضمن میں مکرم عثمان چینی صاحب مرحوم کا ذکرِ خیر اور چین میں بھی اور دنیا کے ہر ملک میں بھی احمدیت اور حقیقی اسلام کے پھیلنے کے لیے دعا کی تحریک

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 24؍مئی 2019ء بمطابق 24؍ہجرت 1398 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد (ٹلفورڈ، سرّے)، یو.کے

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ۔ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ۔

اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ۔

اِنَّمَا کَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذَا دُعُوْٓا اِلَی اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ لِیَحْکُمَ بَیْنَھُمْ اَنْ یَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ؕ وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۵۲﴾ وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَیَخْشَ اللّٰہَ وَیَتَّقْہِ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفَآئِزُوْنَ ﴿۵۳﴾ وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰہِ جَھْدَ اَیْمَانِھِمْ لَئِنْ اَمَرْتَھُمْ لَیَخْرُجُنَّ ؕ قُلْ لَّا تُقْسِمُوْا ۚ طَاعَۃٌ مَّعْرُوْفَۃٌ ؕ اِنَّ اللّٰہَ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۵۴﴾ قُلْ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَیْہِ مَا حُمِّلَ وَعَلَیْکُمْ مَّا حُمِّلْتُمْ ؕ وَاِنْ تُطِیْعُوْہُ تَھْتَدُوْا ؕ وَمَا عَلَی الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ ﴿۵۵﴾ وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ ۪ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ دِیْنَھُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَھُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّھُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِھِمْ اَمْنًا ؕ یَعْبُدُوْنَنِیْ لَا یُشْرِکُوْنَ بِیْ شَیْئًا ؕ وَمَنْ کَفَرَ بَعْدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۵۶﴾ وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۵۷﴾ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مُعْجِزِیْنَ فِی الْاَرْضِ ۚ وَمَاْوٰھُمُ النَّارُ ؕ وَلَبِئْسَ الْمَصِیْرُ ﴿۵۸﴾

یہ آیات جو میں نے تلاوت کی ہیں سورۂ نور کی آیات ہیں اور ’’آیتِ استخلاف‘‘ یعنی وہ آیت جس میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں میں خلافت کا سلسلہ جاری رکھنے کا وعدہ فرمایا ہے، اس آیت سے پہلے کی بھی آیات ہیں اور بعد کی بھی آیات اور ان تمام آیات میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت اور حکموں پر عمل کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔اگر یہ ہوگا تو پھر اللہ تعالیٰ خلافت کا انعام دینے کا وعدہ پورا فرمائے گا۔اللہ تعالیٰ خوف کی حالت کو امن میں بدلے گا اور دشمنوں کو ان کے انجام تک پہنچائے گا۔ان آیات کا ترجمہ یوں ہے کہ:

مومنوں کا جواب جب وہ اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلائے جائیں کہ وہ ان کے درمیان فیصلہ کریں یہ ہوا کرتا ہے کہ ہم نے سنا اور ہم نے مان لیا اور ہم نے اطاعت کی اور وہی لوگ کامیاب ہوا کرتے ہیں۔اور جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کریں اور اللہ سے ڈریں اور اس کا تقویٰ اختیار کریں وہ بامراد ہو جاتے ہیں۔اور وہ لوگ اللہ کی پکی قسمیں کھاتے ہیں کہ اگر تُو ان کو حکم دے تو وہ فوراً گھروں سے نکل کھڑے ہوں گے۔کہو قسمیں نہ کھاؤ۔ہمارا حکم تو تمہیں صرف ایسی اطاعت کا ہے جو معروف اطاعت ہے جو عرفِ عام میں اطاعت سمجھی جاتی ہے۔اللہ اس سے جو تم کرتے ہو یقیناً خبردار ہے۔تو کہہ اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول کی اطاعت کرو پس اگر وہ پھر جائیں تو اس (رسول) پر صرف اس کی ذمہ داری ہے جو اس کے ذمہ لگایا گیا ہے اور تم پر اس کی ذمہ داری ہے جو تمہارے ذمہ لگایا گیا ہے اور اگر تم اس کی اطاعت کرو تو ہدایت پا جاؤ گے اور رسول کے ذمہ تو صرف بات کو کھول کر پہنچا دینا ہے۔اللہ نے تم میں سے ایمان لانے والوں اور مناسبِ حال عمل کرنے والوں سے وعدہ کیا ہے کہ وہ ان کو زمین میں خلیفہ بنا دے گا۔جس طرح ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنا دیا تھا اور جو دین اس نے ان کے لیے پسند کیا ہے وہ ان کے لیے اسے مضبوطی سے قائم کر دے گا اور ان کے خوف کی حالت کے بعد وہ ان کے لیے امن کی حالت تبدیل کر دے گا۔وہ میری عبادت کریں گے (اور) کسی چیز کو میرا شریک نہیں بنائیں گے اور جو لوگ اس کے بعد بھی انکار کریں گے وہ نافرمانوں میں سے قرار دیے جائیں گے۔اور تم سب نمازوں کو قائم کرو اور زکوٰتیں دو اور اس رسول کی اطاعت کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔اور (اے مخاطب) کبھی خیال نہ کر کہ کفار زمین میں ہمیں اپنی تدبیروں سے عاجز کر دیں گے اور ان کا ٹھکانا تو دوزخ ہے اور وہ بہت برا ٹھکانا ہے۔ (ترجمہ از تفسیرِ صغیر)

پس ہر بات اللہ تعالیٰ نے کھول کر بیان فرما دی کہ تم ہزار دعویٰ کرو کہ تم مومن ہو، ایمان لانے والے ہو لیکن جب تک ہر امتحان اور ہر آزمائش میں ثابت قدم رہتے ہوئے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے احکامات پر شرح

صدر اور کامل یقین سے عمل نہیں کرو گے کامیابی نہیں مل سکتی۔ پس حقیقی کامیابی پانے کے لیے اور بامراد ہونے کے لیے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی کامل اطاعت ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لیے اس کا خوف دل میں رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے حکموں پر عمل کرنا ضروری ہے کہ کہیں وہ میرا پیارا محبوب خدا میرے کسی عمل سے مجھ سے ناراض نہ ہو جائے۔ اور اسی طرح تقویٰ پر قائم ہونا ضروری ہے کہ ہر نیکی اور اعلیٰ اخلاق کو اس لیے کرنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ حکم ہے۔ جب یہ ہوگا تو پھر کامیابیاں بھی ملیں گی اور اللہ تعالیٰ کی امان بھی حاصل رہے گی۔ اگر ہم جائزہ لیں تو اکثر موقع پر یہ نظر آئے گا کہ اطاعت کے وہ معیار حاصل نہیں کرتے جو ہونے چاہئیں۔ اگر کسی بات پر عمل کر بھی لیں تو بڑی بے دلی سے عمل ہوتا ہے جو مرضی کے خلاف باتیں ہوں۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے جو حکم ہیں، ان آیات میں اتنی بار جو اطاعت کا حکم آیا ہے یہ خلافت کے جاری رکھنے کے وعدے کے ساتھ ان آیات میں آیا ہے گویا اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ خلافت کا نظام بھی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے احکامات اور نظام کا ایک حصہ ہے۔ پس خلافت کی باتوں پر عمل کرنا بھی تمہارے لیے ضروری ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے حکموں میں سے ایک حکم ہے بلکہ ایک قومی اور روحانی زندگی کے جاری رکھنے کے لیے مومنین کے لیے یہ انتہائی ضروری چیز ہے کہ اپنی اطاعت کے معیار کو بڑھائیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو یہاں تک فرمایا ہے کہ جس نے میرے قائم کردہ امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور میری اطاعت کرنے والے نے خدا تعالیٰ کی اطاعت کی اور اسی طرح میرے امیر کی نافرمانی میری نافرمانی ہے اور میری نافرمانی خدا تعالیٰ کی نافرمانی ہے۔

(صحیح البخاری کتاب الاحکام باب قول اللہ تعالیٰ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول و اولی الامر منکم حدیث 7137)

تو خلیفۂ وقت کی اطاعت تو عام امیر کی اطاعت سے بہت بڑھ کر ضروری ہے۔ دلی خوشی کے ساتھ کامل اطاعت کے نمونے ہمیں صحابہ کی زندگیوں میں کس طرح نظر آتے ہیں اس کی ایک مثال دیتا ہوں۔

ایک جنگ میں جنگ کی کمان حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد کی گئی لیکن حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کسی وجہ سے ان کو بدل دیا اور عین جنگ کی حالت میں ان کو بدلا گیا۔ تو بہر حال اس حالت میں خلیفۂ وقت کا حکم آیا کہ اب کمان حضرت ابوعبیدہ کریں گے، ان کو دے دی جائے۔ تو حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس خیال سے کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑی عمدگی سے کمان کر رہے ہیں ان سے چارج نہیں لیا لیکن حضرت خالد بن ولیدؓ نے کہا کہ آپ فوری طور پر مجھ سے چارج لیں کیونکہ یہ خلیفۂ وقت کا حکم ہے اور میں بغیر کسی شکوے کے یا دل میں کسی قسم کا خیال لائے بغیر کامل اطاعت کے ساتھ آپ کے نیچے کام کروں گا جس طرح آپ کہیں گے۔

(ماخوذ از تاریخ طبری جلد 2 صفحہ 356۔357 سنہ 13ھ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 1987ء)

تو یہ اطاعت کا معیار ہے جو ایک مومن کا ہونا چاہئے نہ یہ کہ اگر کوئی فیصلہ خلاف ہو جائے تو شکوہ شروع کر دیں۔ کسی عہدے دار کو ہٹا کر دوسرے کو مقرر کر دیا جائے تو کام کرنا چھوڑ دیں۔ جو ایسا کرتا ہے نہ تو اس میں اطاعت ہے نہ اللہ تعالیٰ کا خوف ہے نہ تقویٰ ہے۔

اب مجھے پتا لگا ہے کہ بعض صدران ایسے ہیں جنہوں نے نئے قاعدے کے مطابق، جون میں اپنی ٹرم ختم ہونے سے پہلے اس لیے کام چھوڑ دیا ہے کہ اب ہم کیوں کام کریں۔ کیا یہ صرف اس لیے کام کر رہے تھے کہ ہم نے اب مستقل عہدے دار رہنا ہے؟ انہوں نے جو ذمہ داریاں مئی جون کے مہینے میں نبھانی ہوتی ہیں اس پر توجہ نہیں دے رہے۔ ایک تو ایسی سوچ اپنے دینی کام میں خیانت ہے۔ دوسرے یہ باغیانہ سوچ ہے اور اپنے آپ کو خلافت کی اطاعت کے دائرے سے باہر نکالنے والی بات ہے کیونکہ اب خلیفۂ وقت نے اس قاعدے کو منظور کر لیا ہے کہ صدر کی ٹرم چھ سال ہوگی اس لیے ہم بھی اب پوری طرح دل جمعی سے کام نہیں کریں گے۔ پس ایسے لوگوں کو تقویٰ سے کام لینا چاہئے اور خوفِ خدا کرنا چاہئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقعے پر بیعت اس نکتے پر لی تھی کہ سنیں گے اور اطاعت کریں گے خواہ ہمیں پسند ہو یا ناپسند۔

(صحیح البخاری کتاب الاحکام باب کیف یبایع الامام الناس؟ حدیث 7199)

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے اپنا ہاتھ کھینچا وہ اللہ تعالیٰ سے قیامت کے دن اس حالت میں ملے گا کہ نہ اس کے پاس کوئی دلیل ہوگی نہ کوئی عذر ہوگا اور جو شخص اس حال میں مرا کہ اس نے امامِ وقت کی بیعت نہیں کی تھی تو وہ جاہلیت اور گمراہی کی موت مرا۔

(صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب الامر بلزوم الجماعۃ .... حدیث (1851)

پس ہم خوش قسمت ہیں کہ ہم نے امامِ وقت کی بیعت کی اور ان جاہلوں میں شامل نہیں ہوئے جو امامِ وقت کے انکاری ہیں۔ لیکن اگر ہمارے عمل اس قبول کرنے کے بعد بھی جہالت والے رہے تو اپنے آپ کو عملاً اس بیعت سے باہر نکالنے والی بات ہوگی اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت سے بھی باہر نکل رہے ہوں گے۔

پس بیعت کے بعد اپنی سوچوں کو درست سمت میں رکھنا اور کامل اطاعت کے نمونے دکھانا انتہائی ضروری ہے۔ زمانے کے امام نے اپنی بیعت میں آنے والوں کے معیار کے بارے میں کیا فرمایا ہے۔ ایک موقعے پر آپؑ نے فرمایا کہ: ’’ہماری جماعت میں وہی داخل ہوتا ہے جو ہماری تعلیم کو اپنا دستور العمل قرار دیتا ہے اور اپنی ہمت اور کوشش کے موافق اس پر عمل کرتا ہے۔ لیکن جو محض نام رکھا کر تعلیم کے موافق عمل نہیں کرتا۔ وہ یاد رکھے کہ خدا تعالیٰ نے اس جماعت کو ایک خاص جماعت بنانے کا ارادہ کیا ہے اور کوئی آدمی جو دراصل جماعت میں نہیں ہے۔ محض نام لکھانے سے جماعت میں نہیں رہ سکتا۔‘‘ یعنی عملی حالت اگر اس تعلیم کے مطابق نہیں تو صرف نام لکھوا کر جماعت میں شامل ہونے والی بات ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ اصل میں میری نظر میں تو وہ جماعت میں نہیں ہے۔ آپ فرماتے ہیں ’’......اس لئے جہاں تک ہو سکے اپنے اعمال کو اس تعلیم کے ماتحت کرو جو دی جاتی ہے۔‘‘ (ملفوظات جلد 4 صفحہ 439)

اور وہ تعلیم یہ ہے۔ آپؑ نے فرمایا کہ ’’فتنہ کی بات نہ کرو۔ شر نہ کرو۔ گالی پر صبر کرو۔ کسی کا مقابلہ نہ کرو۔‘‘ یعنی لغو اور بیہودہ باتوں میں مقابلہ نہ کرو۔ ان باتوں میں مقابلہ نہ کرو کہ اب فلاں عہدے دار بن گیا تو مَیں نے اطاعت نہیں کرنی یا مجھے ہٹایا گیا تو میں نے اطاعت نہیں کرنی۔ فرمایا اور ’’جو مقابلہ کرے اس سے سلوک اور نیکی سے پیش آؤ۔‘‘ عام معاملات میں بھی، روزمرہ معاملات میں بھی، لڑائی جھگڑوں میں بھی، اگر فضولیات پہ، لغویات پہ کوئی مقابلہ ہوتا بھی ہے، تب بھی صَرفِ نظر کرو بلکہ نہ صرف صَرفِ نظر کرو بلکہ نیکی سے پیش آؤ۔ فرمایا کہ ’’شیریں بیانی کا عمدہ نمونہ دکھلاؤ۔‘‘ خوش اخلاقی سے بات کرو۔ نرم زبان استعمال کرو۔ اس کا اچھا نمونہ دکھاؤ۔ ’’سچے دل سے ہر ایک حکم کی اطاعت کرو کہ خدا تعالیٰ راضی ہو اور دشمن بھی جان لے کہ اب بیعت کر کے یہ شخص وہ نہیں رہا جو کہ پہلے تھا۔ مقدمات میں سچی گواہی دو۔ اس سلسلہ میں داخل ہونے والے کو چاہیے کہ پورے دل، پوری ہمت اور ساری جان سے راستی کا پابند ہو جاوے۔‘‘ (ملفوظات جلد 6 صفحہ 413)

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ لوگ بڑی پکّی قسمیں کھاتے ہیں کہ اگر تُو حکم دے تو ہم یہ کر دیں گے اور وہ کر دیں گے۔ جب حکم دو تو اس پر پورے نہیں اترتے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تم زیادہ قسمیں نہ کھاؤ۔ بڑے بڑے وعدے نہ کرو۔ اگر معروف اطاعت کر لو، ایسی اطاعت جو عرفِ عام میں اطاعت سمجھی جاتی ہے تو ہم سمجھیں گے کہ تم نے حکم مان لیا ورنہ صرف منہ کے دعوے ہیں اور اللہ تعالیٰ تمہارے عمل سے بھی باخبر ہے اور تمہارے دلوں کی حالت سے بھی باخبر ہے۔ پس عام اطاعت یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حق ادا کرو۔ اس کی عبادت بھی سنوار کر کرو۔ آج کل رمضان میں جو توجہ پیدا ہوئی ہے اس کو جاری رکھو اور قائم رکھو۔ اللہ تعالیٰ کے احکام پر عمل کرتے ہوئے اس کے بندوں کے حق بھی ادا کرو اور جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے جو میں نے ابھی بیان کیا ہے کہ ہر قسم کے فتنے سے بچو۔ ہر قسم کے شر اور لڑائی اور جھگڑے سے بچو۔ اپنے اخلاق عمدہ کرو۔ ایسے اعلیٰ اخلاق ہوں کہ احمدی اور غیر احمدی میں فرق صاف نظر آنے لگ جائے۔ سچائی پر ہمیشہ قائم رہو۔ غرض کہ تمام قسم کی نیکیاں کرنا ضروری ہے اور یہی معروف اطاعت ہے۔ اسی کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ اسی بات کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اسی خواہش کا اظہار کیا ہے اور اپنی جماعت کے افراد کے لیے حکم دیا ہے۔ اور خلافتِ احمدیہ بھی ان باتوں کے کرنے کی طرف ہی توجہ دلاتی رہتی ہے۔ گذشتہ 111 سال ہو گئے خلافت کی طرف سے انہی باتوں کی طرف توجہ دلائی جا رہی ہے اور اسی طرح یہ بھی ہے کہ انتظامی معاملات میں بھی کامل اطاعت کا نمونہ دکھاؤ۔ صرف دینی یا روحانی معاملات میں نہیں۔ جیسا کہ حضرت خالد بن ولیدؓ نے دکھایا تھا اور اس جھگڑے میں نہ پڑو کہ یہ بات معروف کے زمرے میں آتی ہے یا نہیں۔ ہاں اگر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکموں کے خلاف کوئی بات ہے تو وہ یقیناً غیر معروف ہے۔ پس یہ جو ہم عہد میں دوہراتے ہیں کہ خلیفہ وقت جو بھی معروف فیصلہ کریں گے اس کی پابندی کرنی ضروری سمجھوں گا اس سے ہر ایک اپنی خود ساختہ تشریح معروف فیصلہ کی نہ نکالنے لگ جائے کہ یہ فیصلہ معروف ہے اور یہ نہیں ہے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے یہ نہیں کہا تھا کہ عین جنگ کے درمیان جب فوجیں آمنے سامنے ہیں اور حضرت خالد بن ولیدؓ کی حکمت عملی بھی بہت اچھی تھی اور مسلمانوں کو فائدہ بھی ہو رہا تھا اس وقت حضرت عمرؓ کا حکم جو آیا وہ غیر معروف تھا۔ نہیں بلکہ انہوں نے کامل اطاعت کے ساتھ ابوعبیدہؓ کے زیرِ کمان ایک عام کمانڈر کی حیثیت سے، فوجی کی حیثیت سے لڑنے کو ہی برکت سمجھا۔ جو لوگ معروف اور غیر معروف کے الجھاؤ اور چکروں میں پڑ جاتے ہیں ایسے ہی لوگوں کے بارے میں ایک موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تھا کہ: ’’ایک اور غلطی ہے وہ اطاعت در معروف کے سمجھنے میں ہے کہ جن کاموں کو ہم معروف نہیں سمجھتے اس میں اطاعت نہ کریں گے۔‘‘ لوگ خود ہی فیصلہ کر لیتے ہیں کہ جو ہم معروف نہیں سمجھتے اس لیے اس میں اطاعت نہ کریں۔ آپؓ نے فرمایا کہ ’’یہ لفظ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بھی آیا ہے۔‘‘ جیسا کہ فرمایا۔ ’’**وَلَا يَعۡصِيۡنَكَ فِيۡ مَعۡرُوۡفٍ**۔‘‘ اور نہ ہی معروف امور میں تیری نافرمانی کریں گے۔ حضرت خلیفہ اولؓ فرماتے ہیں کہ ’’اب کیا ایسے لوگوں نے حضرت محمدؐ رسول اللہ کے عیوب کی بھی کوئی فہرست بنا لی ہے۔‘‘ آپؐ کے عیبوں کی یا کمزوریوں کی نعوذ باللہ کوئی فہرست بنائی ہوئی ہے۔ یعنی کوئی ایسی فہرست بنائی ہوئی ہے جن سے یہ پتا چلے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ حکم معروف ہیں اور یہ نعوذ باللہ غیر معروف ہیں۔ آپؓ فرماتے ہیں کہ ’’اسی طرح حضرت صاحب‘‘ یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام ’’نے بھی شرائطِ بیعت میں طاعت در معروف لکھا ہے۔ اس میں ایک سِرّ ہے۔‘‘ (حقائق الفرقان جلد 4 صفحہ 75۔76)

اور وہ یہی راز ہے کہ نبی اور خلفاء اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے احکامات کے مطابق حکم دیتے ہیں اور جیسے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک موقعے پر اس لفظ کی اس طرح تشریح فرمائی ہے کہ یہ نبی ان باتوں کا حکم دیتا ہے جو خلافِ عقل نہیں ہیں اور ان باتوں سے منع کرتا ہے جن سے عقل بھی منع کرتی ہے اور پاک چیزوں کو حلال کرتا ہے اور ناپاک کو حرام ٹھہراتا ہے اور اس کی تفصیل اللہ تعالیٰ نے ہمیں قرآن کریم میں بیان فرما دی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرما دی۔ تمام اوامر و نواہی، کرنے والی باتیں اور نہ کرنے والی باتیں کھول کر بیان فرما

دیں اور جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کی پیروی کریں گے وہی نجات پائیں گے۔ جو ان باتوں پر عمل کریں گے وہی نجات پائیں گے۔ پس ہمیشہ اس بات کو یاد رکھنا چاہیے کہ خلافت کی طرف سے بھی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں شریعت اور سنت کے مطابق ہی احکام دیے جاتے ہیں اور دیے جاتے رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرما دیا ہے کہ اگر اطاعت کرو گے تو ہدایت پاؤ گے ورنہ اس سے ہٹ کر کوئی نجات کا راستہ نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ پھر فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کرنے والوں اور نیک عمل کرنے والوں سے اللہ تعالیٰ کا خلافت جاری رہنے کا وعدہ ہے۔ نیک اعمال ان کے ہی نہیں ہیں جو صرف اپنی عبادتوں کی طرف توجہ دیتے ہیں اور اپنی عبادتیں اللہ تعالیٰ کے لیے خالص کرتے ہیں اور ہر قسم کے شرک سے بچتے ہیں۔ صرف ظاہری شرک نہیں بلکہ دنیاوی خواہشات اور ان کے پیچھے پڑ کر دین کو ثانوی حیثیت دینے کی حالت بھی شرک کی حالت ہے۔ بے شک یہ بہت بڑی نیکیاں ہیں لیکن ساتھ ہی اطاعت جو ہے وہ بہت ضروری ہے۔

پس خلافت کا جو وعدہ ہے اگر اس کے فیض سے صحیح فائدہ اٹھانا ہے تو پھر نہ صرف اپنی عبادتوں کی حفاظت کرنی ضروری ہے۔ دنیاوی خواہشات کے شرک سے بچنے کی بھی ضرورت ہے۔ خلیفۂ وقت کی کامل اطاعت کرنی بھی ضروری ہے ورنہ پھر نافرمانوں میں شمار ہوگا اور جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ اصل میں تو پھر بیعت سے باہر ہو جائیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مومنوں کی جماعت، خلافت سے وابستہ رہنے والوں کی جماعت نمازوں کو قائم رکھنے والی جماعت ہے۔ نمازوں کے قیام کی طرف توجہ دینے والی ہے۔ مسجدوں کو آباد کرنے والی ہے اور زکوٰۃ دینے والی ہے۔ اپنے اموال کا تزکیہ کرنے والی ہے۔ خدا اور اس کے رسولؐ اور اس کے دین کی خاطر مالی قربانیاں دینے والی ہے اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر حتی الوسع عمل کرنے والی ہے اور جب یہ حالت ہوتی ہے تو پھر اللہ تعالیٰ ایسے بندوں پر رحم فرماتا ہے۔

پس اللہ تعالیٰ کے رحم کو جذب کرنے کے لیے اپنی حالتوں کو سنوارنے کی ضرورت ہے اور جب اللہ تعالیٰ کا رحم ہمیں اپنی رحمانیت اور رحیمیت کی چادر میں لے لے گا تو پھر دشمن کا ہر مکر اس پر الٹا دیا جائے گا اور وہ اپنے بدترین انجام کو پہنچے گا۔ ان شاء اللہ۔ پس اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنے کے لیے ہمیں اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ کس حد تک ہم میں اطاعت کا مادہ ہے۔ کس حد تک ہم اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کر رہے ہیں۔ کس حد تک ہم اپنی عبادتوں کو سنوار رہے ہیں۔ کس حد تک سنت پر عمل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ کس حد تک ہماری اطاعت کے معیار ہیں۔ یہ جائزے خود ہمیں اپنے آپ سے لینے چاہئیں۔

اب میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے بعض باتیں پیش کروں گا جو آپؓ نے مختلف وقتوں میں بیان فرمائیں کہ کس طرح جماعت کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ السلام کی وفات کے بعد ایسے حالات کا سامنا کرنا پڑا جو ہر ایک کو بے چین کر رہے تھے اور پھر خلافت نے سکون بخشا۔ وہ لوگ جو بعد میں خلافت کی بیعت سے ہٹ گئے اور پیغامی یا غیر مبائع کہلائے ان کا پہلے کیا رویّہ تھا اور پھر خلافتِ ثانیہ کے انتخاب کے بعد کیا رویّہ تھا؟ پہلے اور پھر بعد میں کس قسم کے ان کے خیالات تھے؟ پھر دشمن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے بعد کس طرح خوش تھا لیکن حضرت خلیفہ اولؓ کے خلیفہ منتخب ہونے کے بعد کس طرح کھسیاہٹ کا اظہار کیا اور پھر حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی وفات کے بعد مخالفینِ احمدیت کو ایک اَور امید پیدا ہوئی کہ اب جماعت ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گی لیکن پھر اللہ تعالیٰ نے مومنوں کی جماعت کو کس طرح سنبھالا اور پھر کس طرح خوف کی حالت کو امن کی حالت میں بدلا؟ یہ چند تاریخی حوالے ہیں جو نوجوانوں اور کم علم والوں کی ایمان میں مضبوطی کے لیے بھی ضروری ہیں یہ آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں اور اس لیے بھی ضروری ہیں کہ ہر ایک کو کچھ نہ کچھ تاریخ سے بھی آگاہی ہونی چاہیے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے وقت مسلمانوں کی جو حالت تھی وہ بیان فرماتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا کہ ”حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے وقت بھی، وصال کے وقت بھی ہمارا یہ حال تھا۔“ آپ فرماتے ہیں کہ ”حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے وقت بھی جماعت کی ذہنی کیفیت وہی تھی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں صحابہؓ کی تھی۔ چنانچہ ہم سب یہی سمجھتے تھے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ابھی وفات نہیں پا سکتے۔ اس کا نتیجہ یہ تھا کہ کبھی ایک منٹ کے لیے بھی ہمارے دل میں یہ خیال نہیں آیا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جب فوت ہو جائیں گے تو کیا ہوگا۔ آپؓ فرماتے ہیں کہ میں اس وقت بچہ نہیں تھا بلکہ جوانی کی عمر کو پہنچا ہوا تھا۔ میں مضامین لکھا کرتا تھا۔ میں ایک رسالے کا ایڈیٹر بھی تھا مگر میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ کبھی ایک منٹ، بلکہ ایک سیکنڈ کے لیے بھی میرے دل میں یہ خیال نہیں آیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام وفات پا جائیں گے حالانکہ آخری سالوں میں متواتر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایسے الہامات ہوئے جن میں آپؑ کی وفات کی خبر ہوتی تھی۔ اور آخری ایام میں تو ان کی کثرت اَور بھی بڑھ گئی تھی مگر باوجود اسکے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ایسے الہامات ہوتے رہے ہیں اور باوجود اسکے کہ بعض الہامات و کشوف میں آپؑ کی وفات کے سال اور تاریخ وغیرہ کی بھی تعیین تھی اور باوجود اس کے کہ ہم الوصیت میں پڑھتے تھے، ہم یہی سمجھتے تھے کہ یہ باتیں شاید آج سے دو صدیاں بعد پوری ہوں گی۔ اس لیے اس بات کا خیال بھی دل میں نہیں گزرتا تھا کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام وفات پا جائیں گے تو کیا ہوگا۔ اور چونکہ ہماری حالت ایسی تھی کہ ہم سمجھتے تھے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمارے سامنے فوت ہی نہیں ہو سکتے اس لیے جب واقعہ میں آپؑ کی وفات ہو گئی تو ہمارے لیے باور کرنا مشکل تھا کہ آپؑ فوت ہو چکے ہیں۔ چنانچہ آپؓ لکھتے ہیں کہ مجھے خوب یاد ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے بعد جب آپؑ کو غسل دے کر کفن پہنایا گیا تو چونکہ ایسے موقع پر بعض دفعہ ہوا کے جھونکے سے کپڑا ہل جاتا ہے یا بعض دفعہ مونچھیں ہل جاتی ہیں، (بال ہل جاتے ہیں) اس لیے بعض دوست دوڑتے ہوئے آتے اور کہتے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تو زندہ ہیں۔ ہم نے آپؑ کا کپڑا ہلتے دیکھا ہے، یا مونچھوں کے بالوں کو ہلتے دیکھا ہے اور بعض کہتے کہ ہم نے کفن کو ہلتے دیکھا ہے۔

اس کے بعد جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نعش کو قادیان لایا گیا تو اسے باغ میں ایک مکان کے اندر رکھ دیا گیا۔ کوئی آٹھ نو بجے کا وقت ہوگا، (یہ واقعہ بیان کرنے کے بعد کہ وفات کے بعد تو ہم سب کی یہ حالت تھی پھر کہتے ہیں جب نعش قادیان پہنچی ہے آٹھ نو بجے کا وقت ہوگا تو) خواجہ کمال الدین صاحب باغ میں پہنچے اور مجھے علیحدہ لے جا کر کہنے لگے کہ میاں! کچھ سوچا بھی ہے کہ اب حضرت صاحبؑ کی وفات کے بعد کیا ہوگا۔ میں نے کہا کچھ ہونا تو چاہیے مگر یہ کہ کیا ہو اس کے متعلق میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ وہ کہنے لگے کہ میرے نزدیک ہم سب کو حضرت مولوی صاحب، (حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی بیعت کر لینی چاہیے۔ آپؓ فرماتے ہیں کہ اس وقت کچھ عمر کے لحاظ سے بھی اور کچھ اس وجہ سے بھی کہ میرا مطالعہ باوجود اس کے کہ مطالعہ کرتا تھا لیکن پھر بھی کم تھا مَیں نے کہا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تو یہ کہیں نہیں لکھا کہ آپؑ کے بعد کسی اَور کی بھی بیعت کر لیں اس لیے حضرت مولوی صاحبؓ کی ہم کیوں بیعت کریں؟ آپؓ لکھتے ہیں گو الوصیت میں اس کا ذکر تھا مگر اس وقت میرا ذہن اس طرف گیا ہی نہیں۔ پھر آپؓ فرماتے ہیں کہ انہوں نے اس پر میرے ساتھ بحث شروع کر دی اور کہا کہ اگر اس وقت ایک شخص کے ہاتھ پر بیعت نہ کی گئی تو ہماری جماعت تباہ ہو جائے گی۔ پھر انہوں نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بھی تو یہی ہوا تھا کہ قوم نے حضرت ابوبکرؓ کی بیعت کر لی تھی۔ (یہ بڑی اہم بات ہے کہ اس وقت خواجہ صاحب یہ فرما رہے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قوم نے حضرت ابوبکرؓ کی بیعت کر لی تھی اور آپؓ کو خلیفہ تسلیم کر لیا تھا۔ پھر خواجہ صاحب نے کہا کہ) اس لیے اب بھی ہمیں ایک شخص کے ہاتھ پر بیعت کر لینی چاہیے اور اس منصب کے لیے حضرت مولوی صاحبؓ سے بڑھ کر ہماری جماعت میں اور کوئی شخص نہیں۔ پھر خواجہ صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کو کہا کہ مولوی محمد علی صاحب کی بھی یہی رائے ہے اور وہ کہتے ہیں کہ تمام جماعت کو مولوی صاحب کی بیعت کرنی چاہیے۔ آپؓ فرماتے ہیں کہ آخر جماعت نے متفقہ طور پر حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی خدمت میں درخواست کی کہ آپ لوگوں سے بیعت لیں۔ اس پر باغ میں تمام لوگوں کا اجتماع ہوا اور اس میں حضرت خلیفہ اولؓ نے ایک تقریر کی اور فرمایا کہ مجھے امامت کی کوئی خواہش نہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ کسی اَور کی بیعت کر لی جائے۔ چنانچہ آپؓ نے، حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ آپؓ نے اس سلسلے میں پہلے میرا نام لیا، پھر ہمارے نانا جان میر ناصر نواب صاحبؓ کا نام لیا، پھر ہمارے بہنوئی نواب محمد علی خان صاحبؓ کا نام لیا۔ اسی طرح بعض اَور دوستوں کے نام لیے لیکن ہم سب لوگوں نے متفقہ طور پر یہ عرض کیا کہ اس منصبِ خلافت کے اہل آپ ہی ہیں۔ چنانچہ سب لوگوں نے آپؓ کی بیعت کر لی۔“ (ماخوذ از خلافتِ راشدہ۔ انوار العلوم جلد نمبر 15 صفحہ نمبر 489 تا 491)

بلکہ بعض روایات کے مطابق تو خواجہ صاحب نے یہ اشتہار بھی، اعلان بھی شائع کروایا تھا کہ رسالہ الوصیت کی رُو سے ہمیں اپنا ایک واجب الاطاعت خلیفہ منتخب کرنا چاہیے اور اس کے لیے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کا نام پیش کیا تھا۔ تو بہرحال یہ پہلے ان لوگوں کی ایک سوچ تھی۔ حالات کی وجہ سے اپنے مقاصد پورا کرنے کے لیے ہو سکتا ہے یہ سوچ ہو۔ ان لوگوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی بیعت تو کر لی لیکن دل میں جو اطاعتِ خلافت کی سچی روح ہونی چاہیے وہ نہیں تھی اور دل میں کچھ اَور تھا۔ اس لیے اس تدبیر اور فکر میں بھی رہتے تھے کہ کس طرح خلافت پر انجمن کو بالا سمجھا جائے یا کیا جائے۔ اور پھر سب اختیار انجمن کے ذریعہ سے اپنے قبضے میں لے لیں۔ یہ بھی ان عمائدین کا خیال تھا۔ ان لوگوں کی اس نیت کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ابھی آپؓ کی بیعت پر پندرہ بیس دن ہی گزرے تھے (یعنی خلیفہ اولؓ کی بیعت پر پندرہ بیس دن گزرے تھے) کہ ایک دن مولوی محمد علی صاحب مجھے ملے اور کہنے لگے کہ میاں صاحب! کبھی آپ نے اس بات پر غور بھی کیا ہے کہ ہمارے سلسلے کا نظام کیسے چلے گا؟ میں نے کہا اس پر اب اور غور کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ ہم نے حضرت مولوی صاحبؓ کی بیعت جو کر لی ہے۔ وہ کہنے لگے وہ تو ہوئی پیری مریدی۔ سوال یہ ہے کہ اس سلسلے کا نظام کس طرح چلے گا۔ میں نے کہا کہ میرے نزدیک تو اب یہ بات غور کرنے کے قابل ہی نہیں کیونکہ جب ہم نے ایک شخص کی بیعت کر لی ہے تو وہ اس امر کو اچھی طرح سمجھ سکتا ہے کہ کس طرح سلسلے کا نظام قائم کرنا چاہیے۔ ہمیں اس میں دخل دینے کی کیا ضرورت ہے۔ اس پر وہ خاموش تو ہو گئے مگر کہنے لگے کہ یہ بات غور کے قابل ہے۔ (ماخوذ از خلافت راشدہ صفحہ 48 تا 50۔ انوار العلوم جلد نمبر 15 صفحہ 491)

تسلی نہیں ہوئی۔ تو اس بات سے ان لوگوں کے اندرونی حالات کا پتا چل جاتا ہے۔ اندرونی دلی حالت کا پتا چل جاتا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی بیعت بھی کسی مقصد کے لیے کی گئی تھی، دل سے نہیں۔ اس لیے دلوں کے امن بھی قائم نہیں رہے، سکون بھی قائم نہیں رہا۔ اللہ تعالیٰ کا خلافت کی بیعت کے ساتھ امن کی حالت پیدا کرنے کا جو وعدہ ہے وہ ان میں پیدا نہیں ہو سکا۔ اطاعت جو تھی، کامل اطاعت اس کے اندر وہ رہنا نہیں چاہتے تھے اور اس روحانی نظام کو بھی دنیاوی نظام کی طرح چلانا چاہتے تھے اور پھر نتیجہ بھی دیکھ لیا کہ اب نام کے یہ لوگ رہ گئے ہیں۔ چند ایک یا شاید کہیں چند سَو ہوں۔ بلکہ حقیقت میں چند ایک ہی کہنا چاہیے جو ان کے بنائے ہوئے نظام کے مطابق ان کے ساتھ ہیں اور جو خلافت کے زیرِ سایہ جماعت ہے وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب

دنیا کے 212 ممالک میں قائم ہو چکی ہے۔

پھر اس بات کو بیان فرماتے ہوئے کہ دشمن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات پر جماعت کے مستقبل کے بارے میں کیا اظہار کیا کرتا تھا، حضرت مصلح موعودؓ بیان فرماتے ہیں کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فوت ہوئے تو عام طور پر خیال کیا جاتا تھا کہ اب یہ سلسلہ تباہ ہو جائے گا اور دشمن خوش تھا کہ چندہ آنا بند ہو جائے گا اور جماعت کی ترقی رک جائے گی کیونکہ حضرت مسیح موعودؑ کی خاطر لوگ چندہ دیتے تھے۔ مگر جب لوگوں نے ایک دو سال کے بعد دیکھا کہ جماعت افراد کی تعداد کے لحاظ سے بھی بڑھ گئی ہے قربانی کے لحاظ سے بھی بڑھ گئی ہے اور اشاعتِ دین کے لحاظ سے بھی بڑھ گئی ہے تو انہوں نے یہ نئی بات بنا لی کہ اصل میں مولوی نورالدین صاحب جماعت میں ایک بہت بڑے عالم ہیں اور سلسلے کی تمام ترقی کا انحصار انہی پر ہے اور مرزا صاحب کی زندگی میں بھی تمام کام مولوی صاحب ہی کرتے تھے گو ظاہر میں مرزا صاحب کا نام رہتا تھا۔ بلکہ آپؓ فرماتے ہیں کہ کئی مولوی طرز کے لوگ جو ظاہری امور کی قدر زیادہ کرتے ہیں وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں بھی کہا کرتے تھے کہ اس سلسلے کو مولوی نورالدینؓ چلا رہے ہیں۔ انہوں نے جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد دیکھا کہ مولوی صاحبؓ کے زمانے میں سلسلہ پہلے سے زیادہ ترقی کر رہا ہے تو دوسرا گروہ جو مولویوں کا تھا انہوں نے اپنی بات کو بالکل پلٹا اور انہوں نے کہنا شروع کر دیا، خوش ہو کر یہی کہنا شروع کر دیا کہ ہم نہیں کہتے تھے کہ تمام کام مولوی نورالدین صاحبؓ کر رہے ہیں۔ اس لیے مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے بعد بھی کوئی فرق نہیں پڑا اور مولوی صاحبؓ، حضرت مولانا نورالدین صاحبؓ کی وجہ سے ہی جماعت چل رہی ہے۔ (ماخوذ از خطباتِ محمودؓ جلد 21 صفحہ 413)

پھر ایک مولوی کا اس بارے میں ذکر کرتے ہوئے آپؓ فرماتے ہیں کہ گجرات کے دوستوں نے مجھے سنایا کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فوت ہوئے تو ایک اہلِ حدیث مولوی نے ہمیں کہا کہ اب تم لوگ قابو آئے ہو کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر نبوت کے بعد خلافت ہوتی ہے۔ (تم جو کہتے ہو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نبی ہیں، چاہے غیر شرعی نبی ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں نبوت ملی ہے لیکن کہتے تو یہ ہو کہ نبوت ہے تو نبوت کے بعد تو خلافت ہوتی ہے) اور تم میں خلافت اب نہیں ہوگی۔ تم لوگ انگریزی دان ہو اس لیے خلافت کی طرف تم نہیں جاؤ گے۔ وہ دوست بتاتے ہیں کہ دوسرے دن تار موصول ہوئی، (اس زمانے میں تاریں چلا کرتی تھیں، ڈاک خانے کے ذریعے تار جایا کرتی تھی۔ آج کل تو ایک سیکنڈ میں یہاں سے خبریں انٹرنیٹ کے ذریعے، فون کے ذریعے وائرل (viral) ہو جاتی ہیں، لیکن اس زمانے میں تار کا نظام تھا اور تار بھی دوسرے تیسرے دن بعض دفعہ پہنچتی تھی۔ تو بہرحال کہتے ہیں دوسرے دن تار موصول ہوئی) کہ جماعت نے حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ کی بیعت کر لی ہے اور ان کو اپنا خلیفہ بنا لیا ہے۔ جب احمدیوں نے اس مولوی کو بتایا تو کہنے لگا کہ نورالدین تو بڑا پڑھا لکھا آدمی ہے۔ اس لیے اس نے جماعت میں خلافت قائم کر دی۔ اگر اس کے بعد خلافت رہی تو پھر دیکھیں گے۔ پھر آپؓ فرماتے ہیں کہ جب حضرت خلیفہ اولؓ فوت ہوئے تو کہنے لگا کہ اُس وقت اَور بات تھی۔ اب کوئی خلیفہ بنے گا تو دیکھیں گے۔ دوست بتاتے ہیں کہ اگلے دن تار پہنچ گئی کہ جماعت نے میرے ہاتھ پر بیعت کر لی ہے۔ اس پر کہنے لگا۔ یارو تم بڑے عجیب لوگ ہو تمہارا کوئی پتا نہیں لگتا۔

(ماخوذ از نبوت اور خلافت اپنے وقت پر ظہور پذیر ہو جاتی ہیں، انوار العلوم جلد 18 صفحہ 242)

مانا پھر بھی نہیں۔ تو اب بھی یہی کہتے ہیں اور اسی وجہ سے ان میں حسد کی آگ مستقل لگی ہوئی ہے جیسا کہ میں پہلے بھی بعض دفعہ بتا چکا ہوں کہ انتخابِ خلافتِ خامسہ کے وقت ایک مولوی صاحب کہنے لگے کہ سارا کچھ نظارہ میں نے دیکھا ہے۔ لگتا تو یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی فعلی شہادت تم لوگوں کے ساتھ ہے لیکن یہ نشان دیکھ کر بھی ماننے کے بجائے حسد اور مخالفت اور بغض میں بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔ بہرحال اللہ تعالیٰ تو خلافت سے وابستہ جماعت کو ترقی دے رہا ہے۔ جماعتیں دنیا میں پھیل رہی ہیں اور دور دراز ملکوں میں بیٹھے ہوئے بھی خلافت سے وفا کا تعلق رکھے ہوئے ہیں اور اس میں بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ خلافت اور جماعت سے جڑنے والوں کی رہنمائی بھی فرماتا ہے اور ان کو خود اس خلافت کی طرف لے کر بھی آتا ہے۔ کس طرح لے کر آتا ہے؟ اس کی ایک دو مثالیں میں پیش کر دیتا ہوں۔ جیسا کہ مولوی صاحب نے کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی فعلی شہادت تمہارے ساتھ ہے تو اللہ تعالیٰ کی فعلی شہادت کے ساتھ ہونے کی ایک مثال یہ ہے اور یہ اس لیے ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی غلام ہم ہیں اور اللہ تعالیٰ کی حقیقی تعلیم، اصل تعلیم کو ہم دنیا میں پھیلا رہے ہیں۔ گنی بساؤ ایک دور دراز ملک ہے۔ وہاں کی ایک معمر خاتون ہیں کہتی ہیں کہ ایک دن میں نے خواب میں دیکھا کہ ہمارے مشنری انہیں ایک کتاب دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تمہاری نجات اسی کتاب میں ہے۔ کہتی ہیں جب میں خواب میں کتاب کھولتی ہوں تو اس میں ایک تصویر بھی ہوتی ہے۔ میں مشنری سے پوچھتی ہوں کہ یہ کون ہیں تو وہ بتاتے ہیں کہ یہ خلیفۃ المسیح ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اب چنا ہے۔ کہتے ہیں اگلے دن وہ خاتون ہمارے مشنری کے پاس آئیں تو مشنری نے انہیں بتایا کہ آپ کی خواب تو کسی تعبیر کی محتاج نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خود آپ کی رہنمائی کر دی ہے۔ اس پر وہ خاتون کہنے لگیں کہ خدا کی قسم! میں آج سے احمدی ہوں اور واقعی احمدیوں کا خلیفہ خدا تعالیٰ کا بنایا ہوا ہے۔ یہ خلافت جو جاری ہے یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ چنانچہ اسی وقت اس نے بیعت کر لی اور بیعت کرنے کے بعد تمام جماعتی پروگراموں میں وہ حصہ لیتی ہیں اور اپنی توفیق کے مطابق چندہ بھی دیتی ہیں اور بڑی بہادری کے ساتھ تبلیغ بھی کر رہی ہیں اور لوگوں کو بتاتی ہیں کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے خود ان کی رہنمائی کی۔

اسی طرح ایک مصری دوست ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں انتہائی برائیوں میں مبتلا تھا، جھگڑالو قسم کا تھا اور ایم۔ٹی۔اے پر آپ کے خطبے دیکھ کر مجھے دین کی طرف رغبت پیدا ہوئی اور پھر میں نے عہد کر لیا کہ میں احمدی ہو جاؤں گا کیونکہ یہی خلافت ہے جو ہماری صحیح رہنمائی کر رہی ہے۔ اسی طرح بعض اور مثالیں ہیں کہ کس طرح اللہ تعالیٰ مختلف وقتوں میں مختلف جگہوں پر، مختلف ملکوں میں لوگوں کی رہنمائی کر رہا ہے۔

مشنری انچارج صاحب کہتے ہیں کہ کیمرون کے شہر مروہ میں لوگ ایم.ٹی.اے دیکھتے ہیں اور ایم.ٹی.اے افریقہ جب سے شروع کیا گیا ہے بہت کثرت سے لوگ دیکھ رہے ہیں اور وہاں خاص طور پر خطبات کو ضرور سنتے ہیں اور خطبات کو سننے کے بعد ان میں ایک تبدیلی پیدا ہو رہی ہے اور جماعت کی طرف رجحان بھی بڑھ رہا ہے۔ اور جو احمدی ہیں وہ مضبوط ایمان بھی ہو رہے ہیں اور زیادہ سے زیادہ ان کی کوشش ہے اپنے آپ کو خلافت سے وابستہ رکھیں، وابستہ کریں اور کامل اطاعت کے نمونے بھی دکھائیں۔ تو بہرحال یہ جو خلافت سے تعلق اور محبت ہے یہ اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ ہے اور جب تک خلافتِ احمدیہ سے یہ تعلق اور محبت رہے گی خوف کی حالت بھی امن میں بدلتی رہے گی اور اللہ تعالیٰ لوگوں کے تسلی کے سامان بھی پیدا فرماتا رہے گا۔ ان شاء اللہ۔

مختلف جگہوں پر جب میں دوروں پر بھی جاتا ہوں تو لوگ بتاتے ہیں، اس کے علاوہ بہت سارے خطوط بھی آتے ہیں کہ کس طرح ان کو احمدیت قبول کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے خلافت سے تعلق پیدا کرنے کی توفیق عطا فرمائی اور کس طرح ان کی ایسی حالتوں کو جہاں وہ انتہائی پریشانی کی حالت میں تھے امن بھی عطا فرمایا۔ پس جو خلافت سے وابستہ رہیں گے، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے حکموں پر عمل کرتے رہیں گے، اپنی نمازوں کی حفاظت کریں گے، تزکیہ نفس اور تزکیہ اموال کرتے رہیں گے، اطاعت میں اعلیٰ معیار قائم کرتے رہیں گے وہ ان شاء اللہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بنتے رہیں گے۔ پس خلافتِ احمدیہ کے ذریعے ہی دنیا اب امّتِ واحدہ بننے کا نظارہ بھی دیکھ سکتی ہے اور اس کے بغیر نہیں۔ پس اس کے حصول کے لیے، اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو دائمی طور پر حاصل کرنے کے لیے افرادِ جماعت کو، ہم میں سے ہر ایک کو ہمیشہ دعائیں کرتے رہنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ اس فیض کو ہم میں ہمیشہ جاری رکھے۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہم تمام دنیا کو مسلمان بنانے والے ہوں، امتِ واحدہ بنانے والے ہوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے لانے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

گذشتہ خطبے میں جو یہاں مسجد کا افتتاح کا خطبہ تھا، مَیں ایک ذکر کرنا بھول گیا تھا کہ اس مسجد کی جب بنیاد رکھی گئی تھی تو میں کینیڈا کے سفر پہ تھا شاید۔ شاید نہیں بلکہ تھا یا جا رہا تھا اور جب انہوں نے تاریخ مقرر کی ہے اور جو تاریخ تھی وہ میرے سفر پر جانے کے بعد کی تھی تو بہرحال سفر کی وجہ سے اینٹ پے دعا کروا کے انہوں نے مجھ سے لے لی تھی اور پھر اس مسجد کی بنیاد 10 / اکتوبر 2016ء کو دعاؤں کے ساتھ مکرم عثمان چینی صاحب مرحوم نے رکھی تھی اور اس مسجد کی بنیاد کے ساتھ ہی اس سارے پراجیکٹ کی بھی تعمیر شروع ہوئی تھی۔ تو بنیاد اس مسجد کی مکرم عثمان چینی صاحب نے رکھی تھی اور اس طرح ہم کہہ سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے چینی قوم کا بھی اس میں حصہ ہے اور اس لیے ہمیں دعا کرنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ چین میں بھی اسلام کو جلد پھیلانے کی ہمیں توفیق عطا فرمائے۔ مکرم عثمان چینی صاحب کی بڑی خواہش تھی، ہر وقت اس فکر میں رہتے تھے کہ چین میں کسی طرح احمدیت اور اسلام کا حقیقی پیغام پہنچ جائے۔ ہمیں جہاں ان کے درجات کی بلندی کے لیے دعا کرنی چاہیے وہاں چین میں بھی اور دنیا کے ہر ملک میں بھی احمدیت اور حقیقی اسلام کے پھیلنے کے لیے بہت دعائیں کرنی چاہئیں۔ اللہ تعالیٰ اس کی توفیق دے۔

......☆......☆......☆......

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جو شخص صدق نیت سے شہادت کی تمنا کرے اللہ تعالیٰ اُسے
شہداء کے زُمرہ میں شامل کرے گا خواہ اس کی وفات بستر پر ہی کیوں نہ ہو
(صحیح مسلم، کتاب الامارۃ)

طالبِ دُعا: محمد معین الدین، صدر جماعت احمدیہ کاماریڈی (تلنگانہ)

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کھڑے ہو کر نماز پڑھو اور اگر کھڑے ہو کر ممکن نہ ہو تو
بیٹھ کر اور اگر بیٹھ کر بھی ممکن نہ ہو تو پہلو کے بل لیٹ کر ہی سہی
(صحیح بخاری، کتاب الجمعۃ)

طالبِ دعا: محمد منیر احمد، امیر ضلع نظام آباد (صوبہ تلنگانہ)

تحریک جدید کے پچاسیویں سال کا بابرکت اعلان اور افراد جماعت کی مالی قربانی کے ایمان افروز واقعات کا دلگداز و دلنشیں تذکرہ

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 9 رنومبر 2018 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مالی قربانی کی کیا اہمیت بیان فرمائی ہے؟

جواب حضور علیہ السلام نے فرمایا: میں جو بار بار تاکید کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرو۔ یہ خدا تعالیٰ کے حکم سے ہے۔ اسلام دوسرے مخالف مذاہب کا شکار بن رہا ہے۔ چاہتے ہیں کہ اسلام کا نام ونشان مٹادیں جب یہ حالت ہوگئی ہے تو کیا اب اسلام کی ترقی کیلئے ہم قدم نہ اٹھائیں؟ خدا تعالیٰ نے اسی غرض کیلئے تو اس سلسلہ کو قائم کیا ہے۔ پس اس کی ترقی کیلئے سعی کرنا یہ اللہ تعالیٰ کے حکم اور منشا کی تعمیل ہے۔ یہ وعدے بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے ہیں کہ جو شخص خدا تعالیٰ کیلئے دے گا مَیں اس کو چند گُنا برکت دوں گا۔

سوال حضرت مسیح موعودؑ نے افراد جماعت کی مالی قربانیوں کے متعلق کن خیالات کا اظہار فرمایا ہے؟

جواب حضورؑ نے فرمایا: ہماری جماعت کا بہت بڑا حصہ غربا کا ہے۔ باوجودیکہ یہ غربا کی جماعت ہے تاہم میں دیکھتا ہوں کہ ان میں صدق ہے اور ہمدردی ہے اور وہ اسلام کی ضروریات سمجھ کر حتی المقدور اس کیلئے خرچ کرنے سے فرق نہیں کرتے۔

سوال حضور انور نے افراد جماعت کی مالی قربانیوں کو کن الفاظ میں خراج تحسین پیش فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کی قائم کردہ جماعت کے افراد کو صرف آپ کی زندگی میں ہی قربانیوں اور اخلاص و وفا میں نہیں بڑھایا بلکہ اس جماعت میں ایسے قربانی کرنے والے مخلصین عطا فرما رہا ہے جو دین کی خاطر اپنی طاقت اور استطاعت سے بڑھ کر قربانیاں کر رہے ہیں اور ان معیاروں پر بھی پورا اتر رہے ہیں اور ان وعدوں سے بھی حصہ لے رہے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمائے ہیں۔

سوال حضور انور نے کیمرون کے ایک احمدی عثمان صاحب کے ایمان واخلاص کا کیا واقعہ بیان فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: کیمرون کے ایک معلم بیان کرتے ہیں کہ جماعت ماڈیبو میں تحریک جدید کے چندہ کی تحریک کیلئے گئے۔ ایک احمدی عثمان صاحب نے بیان کیا کہ مَیں نے نیت کی تھی کہ دس ہزار فرانک سیفہ دوں گا۔ چند دن بعد میرے بیٹے نے کہا کہ وہ نوکری کیلئے انٹرویو پر جانا چاہتا ہے لیکن اس کیلئے بہت بڑی رقم کی ضرورت ہے۔ مَیں نے کہا میرے پاس تو دس ہزار فرانک سیفہ ہے اور یہ مَیں نے تحریک جدید میں ادا کرنے کا وعدہ کیا ہے اس لئے تم جاؤ اور نوکری کا انٹرویو دے دو اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کرے گا۔ عثمان صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں نے وہ رقم چندہ میں ادا کر دی اور اس کے چند روز بعد ہی میرے بیٹے کا شہر سے فون آیا کہ میں انٹرویو میں پاس ہو گیا ہوں اور جلد ہی مجھے نوکری مل جائے گی۔

سوال حضور نے نیامی ڈسٹرکٹ کی ایک خاتون کا چندے کی برکت کا کیا ایمان افروز واقعہ بیان فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: گیمبیا کے امیر صاحب لکھتے ہیں کہ نیامی ڈسٹرکٹ کے ایک گاؤں میں تحریک جدید کے متعلق بتایا گیا کہ خلیفہ وقت نے یہ کہا ہے کہ تمام نومبائعین اس تحریک کا حصہ بنیں۔ ایک خاتون کوجابائے صاحبہ نے بتایا کہ انہوں نے اجلاس کے دوران بیس ڈلاسی چندہ ادا کیا تھا۔ وہ بیان کرتی ہیں کہ جب وہ گھر پہنچیں تو ان کے ایک مہمان نے انہیں پانچ سو ڈلاسی تحفۃً دیئے۔ وہ مسجد آئیں اور مزید پچاس ڈلاسی چندے میں ادا کر دیئے اور کہنے لگیں کہ یہ پیسے صرف چندے کی برکات کی وجہ سے ہی ملے ہیں۔

سوال حضور انور نے چنتہ کنٹہ کی صوفیہ بیگم صاحبہ کی مالی قربانی کا کیا ایمان افروز واقعہ بیان فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: صوفیہ بیگم نے بتایا کہ جب میں بہت چھوٹی تھی تو والدہ کے ساتھ جلسوں میں جایا کرتی تھی اور تقاریر میں سنا کرتی تھی کہ جب حضرت مصلح موعودؓ نے تحریک جدید کی بنیاد رکھی تو بہت سی مستورات نے اپنے زیورات پیش کئے۔ جب بھی یہ ایمان افروز واقعہ سنتی تو میرے دل میں بھی ایک خواہش پیدا ہوتی کہ کاش میرے پاس بھی زیور ہوتا تو میں بھی اسے چندہ میں دیتی۔ مگر غربت کی وجہ سے یہ ناممکن تھا۔ لیکن اب مجھے دو تولہ سونا میری والدہ کی وفات کے بعد ترکہ میں ملا ہے وہ مَیں پیش کرتی ہوں۔

سوال حضور انور نے جماعت کے امیر لوگوں کو مالی قربانی کے متعلق کیا توجہ دلائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: میں اکثر کہتا رہتا ہوں کہ غرباء تو مالی قربانیاں کر رہے ہیں لیکن امیر لوگ جو اچھے حالات میں ہیں ان کو اپنے حالات پہ نظر ڈالنی چاہئے کہ کیا ان کے قربانی کے معیار ایسے ہیں کہ جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایسے معیار ہونے چاہئیں اور پھر ان کو قبول بھی فرماتا ہے۔

سوال حضور انور نے کرناٹک کے ایک مخلص دوست کی مالی قربانی کا کیا ایمان افروز واقعہ بیان فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: انسپکٹر تحریک جدید لکھتے ہیں کہ ایک دوست کا اڑھائی ہزار روپیہ قابل ادا تھا۔ ان کو توجہ دلائی گئی۔ اس پر موصوف نے کہا کہ پچھلے تین ماہ سے کام بالکل بند ہے۔ اس پر میں نے انہیں کہا کہ ادائیگی کا ارادہ کرلیں اور خدا تعالیٰ سے دعا مانگیں۔ شام کو موصوف خود مشن ہاؤس آئے اور اپنا مکمل چندہ ادا کر دیا۔ میں نے ان سے پوچھا یہ اتنی جلدی کس طرح ہو گیا۔ کہنے لگے کہ بس یہ ارادہ اور چندہ کی برکت ہے اور اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ ایک آدمی نے میرے کچھ پیسے دینے تھے وہ آج ہی اس نے لوٹائے ہیں۔

سوال حضور انور نے ماسکو کے ایک نو مبائع کی مالی قربانی کا کیا ایمان افروز واقعہ بیان فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: وادم صاحب امسال مارچ کے مہینے میں ایک ہفتہ کیلئے ماسکو آئے تا کہ احمدی بھائیوں سے ملاقات ہو اور تعلیمی اور تربیتی فائدہ حاصل کرسکیں۔ یہ غریب گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں مالی تنگی کی وجہ سے نہایت سخت حالات سے گزرنا پڑتا ہے۔ ماسکو میں انہیں جماعت کے مالی نظام اور اسکی برکات کے بارے میں بتایا گیا اور چندہ کی بھی تحریک کی گئی۔ اگلے دن انہوں نے چندہ تحریک جدید اور وقف جدید کے لئے دو ہزار روبل دے دیئے اور ساتھ بار بار افسوس کرتے رہے کہ میں نے پہلے کیوں چندہ نہیں دیا اور اتنی دیر کیوں کر دی، سال سے زیادہ ہو گیا مجھے احمدی ہوئے۔

سوال حضور انور نے ماسکو کے ایک دوست کی مالی قربانی اور برکات کے نزول کا کیا واقعہ بیان فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: ماسکو کے مبلغ لکھتے ہیں کہ ایک دوست نے بتایا کہ ایک جگہ نوکری کے لیے انٹرویو دیتے ہوئے مجھے مالکان نے بتایا کہ ہمارے یہاں تنخواہ میں اضافہ نہیں کیا جاتا۔ اگر آپ کو تنخواہ مناسب لگے تو ملازمت کرلیں ورنہ رہنے دیں۔ کہتے ہیں مَیں نے ملازمت کرلی۔ کچھ عرصہ بعد جماعت کی طرف سے چندہ تحریک جدید اور وقف جدید کی تحریک کی گئی۔ میں نے باقاعدگی سے چندہ دینا شروع کر دیا۔ کچھ ہی دنوں میں انتظامیہ کی طرف سے میری تنخواہ میں سات ہزار روبل کا اضافہ کر دیا۔ کہتے ہیں مجھے اس وقت اس بات کا یقین ہو گیا کہ یہ صرف اور صرف خدا تعالیٰ کی راہ میں مالی قربانی کا نتیجہ ہے۔

سوال حضور انور نے سیگوریجن کی ایک نابینا عورت کی مالی قربانی کا کیا ایمان افروز واقعہ بیان فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: سیگوریجن کے مبلغ لکھتے ہیں کہ ایک دن ایک نابینا عورت نے کچھ چندہ بھجوایا اور پیغام بھجوایا کہ وہ ہر ماہ اپنا چندہ مشن ہاؤس بھجوایا کرے گی۔ وجہ پوچھنے پر اس نے بتایا کہ بعض لوگوں سے اللہ تعالیٰ خود بھی توجہ دلا کے قربانی کرواتا ہے تا کہ مزید نوازے۔ میں نے دو دن پہلے خواب میں دیکھا کہ میں سو رہی ہوں، اور خواب میں حضرت مسیح موعودؑ نے مجھے جگا کر چندہ ادا کرنے کی تلقین فرمائی۔ چنانچہ میں خواب میں اٹھ کر مشن ہاؤس گئی اور وہاں پانچ ہزار سیفہ ادا کیا اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔

سوال حضور انور نے چندہ کی برکت سے بیماری سے شفا پانے کا کیا ایمان افروز واقعہ بیان فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: بورکینا فاسو کے مبلغ لکھتے ہیں کہ پیکو جماعت کے ایک مخلص احمدی الحاج ابراہیم کے دو بچے کچھ عرصہ سے بیمار تھے۔ کافی علاج کروایا لیکن بہتری نہیں ہو رہی تھی۔ ایک دن ہمارے معلم صاحب نے انہیں مالی قربانی کی تحریک کی تو انہوں نے اپنی استطاعت کے مطابق چندہ دیا اور دعا کی کہ اے اللہ میری قربانیوں کو قبول فرما اور میری اولاد کو جلد صحت یاب کر دے۔ چند دن بعد ہی ان کے بچوں کی حالت بہتر ہونے لگی۔ ایک بچہ تو بالکل ٹھیک ہو گیا ہے اور دوسرے بچے میں کافی حد تک بہتری ہے۔

سوال حضور انور نے تحریک جدید کے نئے سال کا اعلان کرتے ہوئے گزشتہ سال کے کیا کوائف بیان فرمائے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اس سال یہ تحریک جدید کا پچاسیواں سال اس یکم نومبر سے شروع ہو چکا ہے اور چوراسیویں سال میں جو اللہ تعالیٰ کے فضل ہوئے اس کی رپورٹ یہ ہے کہ آمدہ رپورٹس کے مطابق 12.79 ملین پاؤنڈ سے زیادہ اللہ تعالیٰ نے مخلصین کو قربانی کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ یعنی ایک کروڑ ستائیس لاکھ ترانوے ہزار پاؤنڈ۔ جو گزشتہ سال کی نسبت اللہ تعالیٰ کے فضل سے دو لاکھ بارہ ہزار پاؤنڈ زیادہ ہے باوجود دنیا کے نامساعد حالات اور بہت سارے ملکوں کی کرنسی کے ڈی ویلیو ہونے کے اللہ تعالیٰ نے پھر بھی توفیق عطا فرمائی ہے۔

سوال حضور انور نے مجموعی وصولی کے لحاظ سے کون سی پہلی دس جماعتوں کے نام بیان فرمائے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: مجموعی وصولی کے لحاظ سے پاکستان تو پہلے نمبر پر ہوتا ہی ہے اس کے بعد جرمنی نمبر ایک ہے، برطانیہ نمبر دو پہ، امریکہ نمبر تین پہ، کینیڈا نمبر چار پہ، پانچ نمبر پہ بھارت، چھٹے نمبر پر آسٹریلیا، ساتویں پر مڈل ایسٹ کی ایک جماعت ہے، آٹھویں پہ انڈونیشیا ہے، نویں نمبر پہ گھانا ہے، دسویں نمبر پر مڈل ایسٹ کا ایک ملک ہے۔

سوال حضور انور نے قربانی کے لحاظ سے انڈیا کی کونسی دس جماعتیں اور دس صوبے بیان فرمائے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: قربانی کے لحاظ سے انڈیا کی دس بڑی جماعتیں ہیں قادیان پنجاب، حیدرآباد تلنگانہ، پتھہ پیریم کیرالہ، چنئی تامل ناڈو، کالیکٹ کیرالہ، بنگلورو کرناٹک، کلکتہ بنگال، پینگاڑی کیرالہ، کنانور ٹاؤن کیرالہ، یادگیر کرناٹک۔ انڈیا کے صوبہ جات میں قربانی کے لحاظ سے پہلا نمبر ہے کیرالہ کا پھر کرناٹک پھر تامل ناڈو، تلنگانہ، جموں وکشمیر پھر اڑیسہ پھر پنجاب پھر بنگال پھر دہلی اور مہاراشٹر۔

......☆......☆......

LOVE FOR ALL HATRED FOR NONE

RSB Traders & whole seller

Specialist in Teddy Bear Ladies & Kids items, All Types of Bags & Garments items

Mob: 9647960851
9082768330

Branch: Aroti Tola Po muluk
Bolpur-Birbhum
Head office: Q84 Akra Road
Po.Bartala, Kolkata-18

طالب دعا : جانِ عالم شیخ

(جماعت احمدیہ شانتی نکیتن، بولپور، بیر بھوم۔ بنگال)

بقیہ خطاب حضور انور از صفحہ نمبر 2

بعض بچے توجہ نہیں دیتے اور مائیں پھر فکر مند ہوتی ہیں۔ اب تو بعض عقل والے دنیا دار بھی یہ کہنے لگ گئے ہیں کہ ان ایجادات سے ہمارے گھر کی اِکائی ختم ہوگئی ہے۔ ایک زمانہ تھا جب میاں بیوی بچے آپس میں بیٹھے باتیں کرلیا کرتے تھے۔ پھر ٹی وی آیا تو ٹی وی اکٹھے بیٹھ کر دیکھنے لگ گئے۔ کچھ نہ کچھ ایک اکائی تھی گھر کی۔ لیکن اس کمپیوٹر، سیل فون یا آئی پیڈ یا انڈرائڈ (Android) وغیرہ یہ جو ساری چیزیں ہیں انہوں نے تو رشتوں کو علیحدہ کر دیا، رشتوں کو توڑ دیا ہے۔ گھر کی اکائی ختم ہوکر رہ گئی ہے۔ تو یہ ایجادات ہر عقل مند کو پریشان کر رہی ہیں اور پھر ہمیں تو اور بھی زیادہ پریشان کرتی ہیں کہ بچوں، نوجوانوں بلکہ بڑوں کو بھی نمازوں کے اوقات کا ہوش نہیں رہتا۔ رات دیر تک ان چیزوں پر بیٹھے رہتے ہیں اور فجر کی نماز کے لئے ہی نہیں اٹھتے۔ جاگ ہی نہیں آتی ان کو۔ مرد ظہر عصر کام پر ہونے کی وجہ سے باجماعت نماز نہیں پڑھ سکتے۔ مغرب عشاء پر ان لغویات میں ڈوبنے کی وجہ سے باجماعت نمازیں نہیں پڑھ سکتے۔ غرض کہ ان چیزوں نے جہاں فائدہ پہنچایا ہے وہاں ان کے نقصانات بھی ہیں۔ فائدہ بھی یقیناً ہے۔ ہم ایم ٹی اے اور دوسرے دینی پروگرام، جماعت کے پروگرام، معلوماتی پروگرام وغیرہ ان پر دیکھ لیتے ہیں۔ وہاں ان کے غلط استعمال سے جیسا کہ مَیں نے کہا کہ فساد بھی پھیلا ہوا ہے۔ پس نئی ایجادات کا فائدہ بھی اس وقت تک ہے جب ان سے جائز فائدہ اٹھایا جائے۔ اب جلسوں پر بھی بعض لڑکے لڑکیاں جلسہ کے پروگرام سننے کی بجائے ان فونوں پر فون میسج کر رہے ہوتے ہیں یا کوئی اُوٹ پٹانگ چیز دیکھ رہے ہوتے ہیں۔ یہ بھی شکایات آتی ہیں۔ اب یہاں آئے جلسہ سننے کے لئے لیکن یہاں بھی ہاتھوں میں سیل فون ہیں تو جلسہ کے ماحول میں تو خالص ہوکر اللہ اور اس کے رسول کی باتوں کی طرف توجہ دینی چاہئے۔ سیل فون اور آئی فون وغیرہ کی چاہت اتنی بڑھ گئی ہے کہ بعض بچے سات آٹھ نو سال کی عمر سے، نو سال تو زیادہ ہیں، بلکہ سات آٹھ سال کی عمر کے مجھے لکھتے ہیں کہ ہم اپنے ماں باپ کو کہتے ہیں کہ ہمیں فون لے کر دیں اور وہ ہمیں انکار کر دیتے ہیں کہ تم ابھی چھوٹے ہو۔ تو آپ بتائیں کہ کس عمر کے بچوں کو یہ فون استعمال کرنے چاہئیں۔ مجھ سے شاید اس لئے بھی پوچھتے ہیں کہ میں ہمدردی میں ان کو کہوں گا کہ ہاں اپنے ماں باپ کو کہو ضرور لے دیں اور پھر ان کو ایک لائسنس مل جائے گا۔ بہرحال میرا تو جواب یہی ہوتا ہے کہ بچوں کو سیل فون لے کر دینا ہی نہیں چاہئے۔ بعض پھر یہ بہانہ کرکے لکھتے ہیں کہ ہم نے سکول سے بعض ہنگامی حالت میں ماں باپ سے بات کرنی ہوتی ہے۔ اگر کوئی ہنگامی حالت ہو ایسی صورت پیدا ہو جائے تو سکول والے خود ہی اطلاع کر دیتے ہیں اس لئے اس قسم کے عذر بھی قابل غور نہیں ہیں۔ جو ماں باپ اپنے بچوں کو ان لغویات سے بچانے کی کوشش کرتے ہیں وہ بہرحال قابل تعریف ہیں۔ ایسی بہت بڑی تعداد ہے۔ اس کے علاوہ یہ بھی ہے ویسے بھی اب تحقیق یہی کہتی ہے کہ ایک گھنٹے سے زیادہ بچوں کو ٹی وی اور اس قسم کی سکرین وغیرہ کی دیکھنے والی چیزیں جو ہیں آئی پیڈ وغیرہ ان کو دیکھنے کی اجازت نہیں دینی چاہئے۔ ان سے نظریں خراب ہوتی ہیں بلکہ ان کی ڈویلپمنٹ متاثر ہوجاتی ہے۔ اس لئے بجائے اس کے کہ یہ چیزیں لے کر دیں بچوں کو کھلے میدان میں کھیلنے کی عادت ڈالیں یا پڑھنے کے وقت ان کو کتابیں پڑھنے کی عادت ڈالنی چاہئے۔ تو بہرحال یہ الیکٹرونک ڈیوائسز (Electronic Devices) یا چیزیں جو ہیں بعض حالات میں نقصان دہ بھی ہیں۔ فائدہ مند بھی ہیں۔ اور اب تو اکثر ان کا استعمال نقصان دہ ہوتا جا رہا ہے اور ہمارے بڑوں، عورتوں اور بچوں کو بھی اس کے بے جا استعمال سے بچنا چاہئے اور بچوں کو تو خاص طور پر بچنا چاہئے۔ جب بڑے اس کا بے جا استعمال کر رہے ہوں گے تو بچے تو پھر غلط باتیں سیکھیں گے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ماؤں کی ایک بڑی تعداد بچوں کی تربیت کا خیال رکھتی ہے اور کم از کم مجھے ملنے والی مائیں جو ہیں یا مجھے خطوط لکھنے والی مائیں جو ہیں ان سے یہی اظہار ہوتا ہے کہ وہ بچوں کے باپوں کی نسبت بچوں کی تربیت کے لئے زیادہ فکر مند ہیں اور فکرمندی کا اظہار کرتی ہیں کہ ان کی صحیح رنگ میں تربیت ہوسکے۔

آجکل کے ماحول میں جب بچے سکول میں بھی دوسرے بچوں سے دنیاوی باتیں زیادہ سیکھ رہے ہوتے ہیں۔ سکول میں آزادی کے نام پر بعض غیر ضروری باتوں کی تعلیم بھی دی جاتی ہے جن کا بچوں کی اس عمر سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ پھر یہ بھی کہا جانے لگ گیا ہے کہ بچوں کو آزاد ماحول میں پلنے بڑھنے دینا چاہئے اور کوئی دین اور مذہب نہیں سکھانا چاہئے۔ بچہ خود بڑا ہوکر فیصلہ کرے گا کہ اس نے دین اختیار کرنا ہے یا نہیں اور کون سا دین اختیار کرنا ہے۔ تو جب ایسے حالات ہوں جب ہر طرف سے ایسا ماحول مل رہا ہو جو دنیا کی طرف لے جانے والا ہو تو ایسے میں اگلی نسل کی تربیت ایک بہت بڑا چیلنج ہے جس کا دین دار ماں باپ کو سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اگر ماحول اور تعلیمی درسگاہیں ماں باپ پر یہ پابندی لگانے لگ جائیں کہ بچوں کو دین نہیں سکھانا تو اس سے زیادہ خوفناک صورت اور کوئی نہیں ہوسکتی۔ کل کو یہ لوگ یہ کہہ دیں گے کہ اخلاق سکھانے کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ بچے بڑے ہوکر خود ہی اچھے اور برے اخلاق کا تعین کر لیں گے۔ تو یقیناً یہ بے چین کر دینے والی باتیں ہیں۔ ان دنیا داروں کی اپنی بات میں بھی تضاد ہے اور ان کے تضاد کی حالت یہ ہے کہ ایک طرف لامذہب بلکہ خدا کو بھی نہ ماننے والے لوگ مذہب کے خلاف بہت بولتے ہیں دوسری طرف یہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ مذہب نے اخلاق اور civilization بھی سکھائی ہے۔ تو بہرحال مذہب کا انکار کرنے کے باوجود مذہب کی بعض باتوں کے مانے بغیر ان کو چارہ نہیں ہے۔

ایسے ماحول میں ہم جو زمانے کے امام کو ماننے والے ہیں ہم جو اس دعوے کے ساتھ کھڑے ہوئے ہیں کہ آخری زمانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہونا تھا تاکہ دنیا کو اللہ تعالیٰ کے قریب کرے تاکہ دنیا کو دین اسلام کی خوبیوں سے آگاہ کرے تو ہمیں تو بہت زیادہ اور محنت سے کام کرنے کی ضرورت ہے۔ ہم نے دنیا کی لغویات اور برائیوں سے نہ صرف اپنے آپ کو بچانا ہے بلکہ جیسا کہ میں نے کہا اگلی نسلوں کو بھی بچانا ہے اور ان کی ایسے طریق پر تربیت کرنی ہے کہ یہ جاگ آگے پھر لگتی چلی جائے اور ایک نسل کے بعد دوسری نسل اللہ تعالیٰ کے انعامات سے فائدہ اٹھانے کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرنے والی بھی ہو۔ اس کی عبادت کرنے والی بھی ہو۔ اور اس کے احکامات پر عمل کرنے والی بھی بنتی چلی جائے۔ دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا صرف کھڑے ہوکر زبانی عہد کرنے سے گزارا نہیں ہوگا۔ ہم صرف زبانی عہد کرنے والے نہ ہوں بلکہ اس کی عملی تصویر ہوں اور یہ چیز نہ ہم، نہ ہماری نسلیں اپنے زور بازو سے کرسکتی ہیں بلکہ اس کے لئے اللہ تعالیٰ کا فضل چاہئے اور اللہ تعالیٰ کا فضل چاہنے کے لئے اس کے آگے جھکنے کی ضرورت ہے۔ اس سے دعا کرنے کی ضرورت ہے۔ اس کے احکامات پر عمل کرنے کی ضرورت ہے۔ اپنی عملی حالتوں کو ٹھیک کرنے کی ضرورت ہے۔ اپنے عقائد کو ٹھیک کرنے کی ضرورت ہے۔

پس ہر عورت جو ماں ہے اور ہر لڑکی جس نے انشاء اللہ تعالیٰ ماں بننا ہے اللہ تعالیٰ کے حضور یہ دعا کرے کہ اللہ تعالیٰ اس ماحول میں محض اور محض اپنے فضل سے بچوں کی ایسی تربیت فرمائے کہ ان میں سے ہر ایک دین کو دنیا پر مقدم کرنے والا ہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں بار بار اس طرف توجہ دلائی ہے کہ اولاد کی خواہش اور دعا صرف اس لئے نہ کرو کہ یہ ایک طبعی خواہش ہے۔ ہر انسان چاہتا ہے کہ اس کی اولاد ہو اور صحت مند اولاد ہو۔ عورتیں تو خاص طور پر اس طبعی خواہش کے علاوہ اس وجہ سے بھی اولاد کے لئے فکر مند ہوتی ہیں کہ اولاد نہ ہو تو سسرال کی باتیں سننی پڑتی ہیں۔ بعض دفعہ خاوند کی طرف سے بھی سخت الفاظ سننے پڑتے ہیں۔ بلکہ بعض عورتوں کو اولاد نہ ہونے کی وجہ سے خاوند طلاق دینے کی یا سسرال طلاق دینے کی دھمکیاں دیتے ہیں تو یہ طبعی خواہش بھی اپنی جگہ ٹھیک ہے اور ان حالات میں تو خاص طور پر بالکل جائز ہے۔ لیکن اس سے بڑھ کر ایک مرد اور عورت کو اولاد کی خواہش اور اولاد ہونے کے بعد اس کی یہ فکر ہونی چاہئے کہ اولاد نیک، دیندار اور صالح ہو اور اس مقصد کو پورا کرنے والی ہو جو انسان کی پیدائش کا مقصد ہے اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے عبادت گزار بنو۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس مضمون کو بیان فرماتے ہوئے فرمایا جس کا خلاصہ میں بیان کرتا ہوں کہ خود جب تک ماں باپ اس مقصد کو پورا نہیں کر رہے ہوں گے ان کی اولاد کے بارے میں یہ خواہش ایک فضول اور سطحی خواہش ہے۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد 2 صفحہ 370-371)

پس اپنا نمونہ ایک انتہائی ضروری چیز ہے اور جب اپنے نمونے قائم ہوں گے تو اولاد بھی ان نمونوں پر چلنے والی ہوگی۔

ایک جگہ اولاد کی تربیت کے حوالے سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی دعاؤں کی حالت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ”میری اپنی تو یہ حالت ہے کہ میری کوئی نماز ایسی نہیں ہے جس میں مَیں اپنے دوستوں اور اولاد اور بیوی کے لئے دعا نہیں کرتا۔“ فرماتے ہیں ”بہت سے والدین ایسے ہیں جو اپنی اولاد کو بری عادتیں سکھا دیتے ہیں۔ ابتدا میں جب وہ بدی کرنا سیکھنے لگتے ہیں تو ان کو تنبیہ نہیں کرتے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ دن بدن دلیر اور بے باک ہوتے جاتے ہیں۔“ فرماتے ہیں کہ ”جب اولاد ہوتی ہے تو اس کی تربیت کا فکر نہیں کیا جاتا نہ اس کے عقائد کی اصلاح کی جاتی ہے اور نہ اخلاقی حالت کو درست کیا جاتا ہے“۔

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 372-373)

پس عقائد کی اصلاح بھی انتہائی ضروری ہے مذہب سکھانا بھی انتہائی ضروری ہے اور پھر اس کے بعد اخلاق تو خود بخود آ جائیں گے اگر مذہب سیکھ لیں گے۔ پس تربیت کے لئے عقائد کی درستی اور اصلاح بہت ضروری چیزیں ہیں۔ یعنی دینی تعلیم اور تربیت کی فکر اور اس کے لئے انتظام ضروری ہے۔ اسی طرح اخلاقی حالت کی درستی بھی جیسا کہ میں نے کہا کہ بہت ضروری ہے۔

پس دعا کے ساتھ بچوں پر نظر رکھنا اور ان کو دین سکھانا، ان کے اخلاق بہتر کرنا انتہائی ضروری چیز ہے۔ اس دنیا دار ماحول میں رہ کر دینی تربیت انتہائی ضروری چیز ہے۔ بچوں میں یہ احساس پیدا کرنے کی ضرورت ہے کہ دین ہر چیز پر مقدم ہے۔ بچوں کو یہ بتانے کی ضرورت ہے کہ صحیح اور حقیقی اخلاق وہ ہیں جو خدا تعالیٰ نے اور دین نے ہمیں سکھائے ہیں۔ سچائی کا معیار ہے تو وہ قول سدید ہے یعنی ہر بات کو کامل سچائی سے ادا کرنا بیان کرنا۔ کوئی پیچ دار بات پیچ میں نہ ہو۔ بالکل صاف اور ستھری بات ہو۔ اگر ماں باپ اس پر قائم نہیں تو بچوں پر بھی نصیحت کا کوئی اثر نہیں ہوگا۔ اسی طرح دوسری باتیں ہیں۔ بعض باتیں یہاں کے ماحول میں بری یا اخلاق سے ہٹ کر نہیں سمجھی جاتیں لیکن دین انہیں برا سمجھتا ہے اور غلط کہتا ہے۔ پس اچھے برے کی پہچان کروانا بھی والدین کا فرض ہے اور خاص طور پر جیسا کہ میں نے کہا جب سکولوں میں یہ باتیں سیکھتے ہیں تو متقیوں کا امام بننے کے لئے خود ماں باپ کو متقی بننا ہوگا۔

جس فکر سے دنیاوی تعلیم کا اظہار کیا جاتا ہے کہ یہ حاصل کرلیں اسی فکر کے ساتھ بچوں کی دینی تعلیم کی بہتری کا بھی اظہار ہونا چاہئے اور پھر اس کے لئے کوشش بھی ہونی چاہئے۔ دینی تربیت اور دین کی اہمیت اور عبادتوں کی اہمیت اور ضرورت کا ادراک پیدا کرنے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اپنی اولاد کو سات سال کی عمر میں نماز کا حکم دو اور پھر دس سال کی عمر تک انہیں اس پر سختی سے کاربند کرو۔ نیز ان کے بستر الگ الگ بچھاؤ۔ (سنن ابو داؤد کتاب الصلوٰۃ باب متی یؤمر الغلام بالصلاۃ حدیث 495)۔ اس عمر میں مائیں بھی بچوں کی صحیح رنگ میں تربیت کرسکتی ہیں۔ اگر اس فرض کو صحیح رنگ

میں ادا کرنے والی ہوں گی تو بچوں کی صحیح رنگ میں تربیت ہوسکتی ہے۔ آئندہ نسلوں میں پھر عباد الرحمٰن پیدا کرنے والی ہوں گی۔ ہماری اگلی نسلوں میں جب رحمٰن خدا کے بندے بنیں گے تو شیطان سے دور ہوں گے اور دنیاوی ماحول میں جو قدم قدم پر اپنی تمام تر کوششوں کے ساتھ شیطان حملے کر رہا ہے اور دین سے دُور ہٹانے کے لئے کھڑا ہے اس سے بچنے کے لئے ایک صحیح حقیقی رنگ میں کوشش ہو رہی ہوگی اور یہ سکھانے کے ساتھ ساتھ جیسا کہ میں نے کہا دعائیں بہت ضروری ہیں کیونکہ اس سے صرف خدا تعالیٰ کے آگے جھک کر اور اس سے مدد مانگ کر ہی بچا جا سکتا ہے ورنہ شیطان کے حملے انتہائی خطرناک ہیں۔ اس لئے تربیت کے لئے سب سے پہلے اپنی دعاؤں کو انتہا تک پہنچائیں اور پھر اپنے بچوں کو دعاؤں کی اہمیت بتائیں اور یہ بتا کر اللہ تعالیٰ سے جوڑنے والا بنائیں۔ یہی ہماری نسلوں کی شیطان کے حملوں سے بچنے کی ضمانت ہے۔ نماز پڑھنے کی تلقین کرنا اور نماز پڑھنے کا صحیح طریق سکھانا یہ ماں باپ کا اولین فرض ہے۔ کس طرح کھڑے ہونا ہے کس طرح نماز میں بیٹھنا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ بچوں کی انتہائی بچپن میں تربیت کیا کرتے تھے۔ اس بارے میں آجکل ماں باپ سمجھتے ہیں کہ جو ذیلی تنظیمیں ہیں خدام، اطفال، لجنہ یا ناصرات کی یہ ان کا کام ہے کہ ہمارے بچوں کی تربیت کریں اور انہیں نماز سکھائیں۔ انہیں نماز کے طریق سکھائیں یا انہیں اور دینی معلومات سکھائیں۔ بیشک یہ ذیلی تنظیمیں تربیت کرنے اور اکائی پیدا کرنے کے لئے بنائی گئی ہیں لیکن اس سے ماں باپ کی ذمہ داریاں کم نہیں ہوگئیں۔ بعض مائیں بچوں کو انتہائی بچپن میں دعائیں سکھا دیتی ہیں اور اپنی توتلی زبان میں وہ دعائیں پڑھتے ہوئے بڑے پیارے لگتے ہیں۔ لیکن اکثر جو ہیں اس توجہ سے تربیت نہیں کرتیں اور اس تربیت کو جوان دعاؤں کو جو انہوں نے سکھائی ہیں وہ اس وقت تک قائم رکھ سکتی ہیں جب تک ساتھ اللہ تعالیٰ سے بھی ان کے لئے دعائیں مانگیں۔ اس تربیت کو جو بچوں کی مائیں کر رہی ہیں نمازوں اور دعاؤں کی اہمیت جوان کو بتا رہی ہیں اس کو جوانی تک مسلسل جاری رکھنے اور سمجھانے کی ضرورت ہے تا کہ بڑے ہو کر بھی بچے اس اہمیت کو سمجھ سکیں اور جو ماں باپ یہ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان کے بچے دین سے جڑے رہتے ہیں دنیاوی چیزیں اور دنیاوی خواہشات ان کے لئے ثانوی حیثیت رکھتی ہیں۔ باپوں کو بھی یاد رکھنا چاہئے کہ دس گیارہ سال کی عمر کے بعد لڑکوں کو خاص طور پر ان کی توجہ کی ضرورت ہوتی ہے اس بارہ میں میں کئی دفعہ کہہ چکا ہوں اگر باپ اپنا ظاہر و باطن ایک رکھیں گے اپنے نمونے پیش کریں گے تو لڑکے بھی اسی طرح تربیت حاصل کریں گے۔ بہت سے ماں باپ ایسے ہیں جن کو بچوں کی دینی تربیت کی فکر نہیں ہوتی یا انہیں احساس بھی نہیں ہوتا کہ یہ بھی ایک بہت بڑی ذمہ داری ہے جو انہوں نے ادا کرنی ہے۔ اگر یہ ذمہ داری ادا نہ کی تو بچے دنیا کی رو میں بہہ کر دین سے دور ہٹ جائیں گے بلکہ خدا سے بھی دور ہو جائیں گے۔ پس بچوں کی دینی تربیت کے معاملے کو ماں باپ کو سرسری طور پر نہیں لینا چاہئے اس کے لئے خاص کوشش اور جدوجہد کی ضرورت ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ دنیا کا مقابلہ کرنے کے لئے ہمیں دنیاوی تعلیم بھی حاصل کرنے کی ضرورت ہے اور اس میں مقام پیدا کرنا چاہئے اور اس کا شوق پیدا کرنے کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے اعلیٰ پوزیشن لینے والے بچوں اور بچیوں کے لئے گولڈ میڈل دینے کی سکیم شروع کروائی تھی۔ اب یہ تمام دنیا میں رائج ہے اور گولڈ میڈل تو شاید نہیں دیئے جاتے لیکن میڈل اور سندات دی جاتی ہیں۔ سوائے پاکستان اور انڈیا کے، وہاں گولڈ میڈل دیئے جاتے ہیں۔

آج یہاں بھی تقریب ہوئی ہے ایوارڈ تقسیم کئے گئے ہیں وہ اسی وجہ سے ہیں کہ بچیاں بھی دنیاوی تعلیم حاصل کرنے میں بھی اعلیٰ مقام پر پہنچیں لیکن یہ ہماری زندگی کا آخری مقصد نہیں ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تیرے ماننے والے علم و معرفت میں کمال حاصل کرنے والے ہوں گے (ماخوذ از تجلیاتِ الٰہیہ، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 409) تو اس میں دینی اور دنیاوی دونوں علم شامل ہیں۔ اگر ہم دین کو چھوڑ کر صرف دنیا کے پیچھے چل پڑے تو دین بھی ہاتھ سے جائے گا اور دنیا بھی اور پھر ایسی مائیں اور باپ سوائے اس کے کہ خود بھی دنیا میں ڈوب کر دین کو بھلا بیٹھے ہوں بچوں کے دین سے ہٹنے کی وجہ سے پریشان ہوتے ہیں۔ بڑھاپے میں جا کر پھر خیال آتا ہے کہ ہم سے غلطی ہوگئی ہم نے بچپن سے ہی تربیت کر کے ان کو خدا تعالیٰ سے نہیں جوڑا۔

پھر اس بات کو بھی تربیت کے نقطۂ نظر سے ماں باپ کو اپنے سامنے رکھنا چاہئے کہ گھر کا ماحول ایسا پاکیزہ اور سازگار ہو جیسا کہ میں نے کہا کہ ظاہر و باہر ایک ہو۔ دوعملی نظر نہ آئے۔ پھر ہی بچے صحیح طور پر تربیت حاصل کریں گے۔ سچائی ہو اور ہر معاملے میں قول سدید ہو۔ دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کے نمونے ظاہر ہوں۔ ہم بچوں کو تو کہیں کہ آپس میں لڑنا نہیں، اللہ تعالیٰ کو یہ بات ناپسند ہے، دین اس کی اجازت نہیں دیتا اور اپنی زبان پر بیہودہ الفاظ خاوند بیوی سے اور بیوی خاوند سے اولاد کے سامنے کہہ رہے ہوں اور خود ماں باپ غصہ کی حالت میں جب لڑ رہے ہوں تو ان کو پتہ ہی نہ ہو کہ کیا کیا غلط الفاظ ایک دوسرے کے لئے استعمال کرتے چلے جا رہے ہیں۔ ایسے بھی خاندان ہیں۔

کئی بچے میرے پاس ایسے ماں باپ کی شکایت کرتے ہیں بلکہ خاص طور پر باپوں کی شکایت کرتے ہیں کہ ہمارے باپ جو ہیں وہ ماں پر زیادتی کر جاتے ہیں اور غلط الفاظ بول جاتے ہیں جس کا ہم پر بڑا اثر ہے۔ مردوں کے اس پاگل پن سے بچوں کی تربیت کے لئے اگر عورتیں خاموش ہو جائیں اور ایک طرف ہو جائیں اور جواب نہ دیں تو کم از کم یہ خاموش طریق بچوں کو اچھے اور برے اخلاق کا پتہ تو دے دے گا۔ لیکن میری اس بات سے مرد یہ بھی نہ سمجھیں کہ انہیں بولنے اور غلط باتیں کہنے کی اجازت مل گئی ہے اور جو مرضی کہتے رہیں اور عورت کا یہ فرض ہے کہ وہ خاموش رہے اور صبر کرے۔ میرا ہرگز یہ مطلب نہیں ہے۔ مرد کو بھی اپنے غصہ پر قابو رکھنا چاہئے۔ اپنے آپکو بے تاج بادشاہ نہ سمجھیں بلکہ خدا تعالیٰ کا خوف دل میں پیدا کریں۔ یاد رکھیں کہ انکی ہر بات کو اور ہم میں سے ہر ایک کی ہر بات کو اور انکی زیادتیوں کو خدا تعالیٰ دیکھ رہا ہے اور جو بھی زیادتیاں وہ مرد کرتے ہیں انکی انکو اگر اس دنیا میں نہیں تو آخرت میں سزا ملے گی۔

پس ماں باپ دونوں بچوں کی اعلیٰ تربیت کے لئے اپنے گھر کے ماحول کو ایسا رکھیں کہ بچے اپنے ماں باپ کو اپنے لئے ایک نمونہ سمجھ کر ان کے قریب ہوں۔

پھر اس بات کا بھی خیال رکھیں کہ احمدی ماں باپ کا فرض ہے کہ جماعتی اجلاسوں اور پروگراموں میں بچوں کو خود لے کر جائیں۔ بعض تو ایسے ماں باپ ہیں جیسا کہ میں نے ذکر کیا کہ سمجھتے ہیں کہ دینی تعلیم و تربیت صرف نظام جماعت کا کام ہے اور ہم نے کچھ نہیں کرنا اور وہ بچوں کو چھوڑ بھی جاتے ہیں اور کچھ ایسے ہیں جو اس طرف توجہ ہی نہیں دیتے۔ خود بھی جماعتی پروگراموں میں شامل نہیں ہوتے اور بچوں کو بھی نہیں لاتے۔ پس خود بھی شامل ہوں اور بچوں کو بھی اس کی اہمیت بتائیں۔ پھر ان اجلاسوں میں انتظامیہ کا بھی کام ہے کہ بچوں سے پیار اور شفقت کا سلوک کریں اور انہیں جماعت کے قریب تر کرنے کی کوشش کریں۔ انتظامیہ میں چاہے عورتیں ہیں یا مرد دوسرے کے بچے کو بھی اپنے بچوں کی طرح دیکھنا چاہئے۔ ماں باپ نے جماعتی نظام پر اعتماد کر کے بچے آپ کے پاس بھیجے ہیں تو اس اعتماد پر پورا اتریں۔ بچوں کی تربیت کے لئے گھر اور باہر ہمیں من حیث الجماعت کوشش کرنی ہوگی اور کرنی چاہئے تا کہ اگلی نسل کو سنبھال سکیں اور وہ دین کو دنیا پر مقدم کرنے والے ہوں۔

یہاں میں اس بات کا بھی ذکر کر دوں کہ ذیلی تنظیمیں اگر بچوں کو سنبھالنے کے لئے پوری کوشش کر رہی ہیں تو جماعتی عہدیدار خاص طور پر مرد صدر جماعت یا کوئی اور عہدیدار بچوں سے ایسا رویّہ دکھاتے ہیں کہ بچے مسجد آنے سے بدکنے لگ جاتے ہیں۔ بعض ایسی شکایتیں بھی آتی ہیں۔ اب ماں باپ جتنی چاہے کوشش کر لیں ان کا کہنا اور ان کی تربیت کوئی فائدہ نہیں دیتی اور ان کی ساری تربیت پر یہ عہدیدار پانی پھیر دیتے ہیں۔

پس تربیت اولاد کے لئے اور دین سے جوڑنے کے لئے یہ ضروری چیز ہے کہ پورا ماحول مددگار ہو۔ لیکن اگر کوئی ایسی صورت پیدا ہو جائے جب بچہ کسی عہدیدار یا کسی بڑے کی وجہ سے جماعتی پروگراموں سے دور جا رہا ہے یا جماعت سے ہٹ رہا ہے تو ماں باپ کو اسے سمجھانا چاہئے کہ اس عہدیدار کی یہ ذاتی کمزوری ہے اس کی وجہ سے تم جماعت سے دور نہ ہو۔ اسی طرح اس عہدیدار کو بھی کہیں۔ ماں باپ خود بھی کہہ سکتے ہیں اور بالا انتظام کو بھی کہیں کہ ان عہدیداران کی اصلاح کی ضرورت ہے۔ لیکن بہرحال ماں باپ کا اگر بچے کے ساتھ ایک ذاتی تعلق ہوگا تو جو بھی ان کے ساتھ ہو رہا ہوگا وہ بات بھی ماں باپ کو بتائیں گے اور ان کے سمجھانے پر سمجھیں گے بھی۔ مَیں بار بار اس طرف توجہ دلاتا رہتا ہوں کہ اس ماحول اور معاشرے میں ماں باپ کا بچوں سے ذاتی تعلق اور ہر بات ماں باپ سے کرنا انتہائی ضروری ہے کیونکہ صرف اپنے ماحول اور پروگراموں کی بھی بات نہیں ہے بلکہ بچے جو گھر سے باہر دوسرے بچوں میں وقت گزارتے ہیں وہاں بھی وہ مختلف قسم کی باتیں سنتے اور سیکھتے ہیں۔ اگر ماں باپ کے ساتھ وہ یہ باتیں شیئر (share) نہیں کر رہے ہوں گے تو اچھے برے کی تمیز انہیں پتہ نہیں لگے گی اور پھر ان میں اس جھجک اور شرماہٹ کی وجہ سے ایک خلیج پیدا ہوتی چلی جائے گی جسے ختم کرنا پھر بہت مشکل ہوگا۔ ماں باپ اس خوش فہمی میں ہوتے ہیں کہ ہمارا بچہ یا بچی بڑے شریف ہیں باہر کے ماحول کا ان پر کوئی اثر نہیں ہو رہا۔ لیکن بعض دفعہ ایسی صورت پیدا ہو جاتی ہے کہ ماں باپ اس خوش فہمی یا غلط فہمی کو بعد میں تسلیم کرتے ہیں کہ ہمیں احساس نہیں ہوا کہ کب ہمارا بچہ دین سے دور ہٹ گیا۔ بچپن میں بچہ پاک فطرت ہوتا ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی یہی فرمان ہے لیکن اس میں بھی کوئی شک نہیں اور یہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ماحول اسے اچھا یا برا کرتا ہے (صحیح البخاری کتاب الجنائز باب اذا اسلم الصبی فمات......الخ حدیث 1359)۔ دیندار یا دنیادار بناتا ہے۔ پس ماں باپ کو اپنے بچوں پر یہ نظر رکھنی بھی ضروری ہے کہ بچہ باہر کہاں کھیلنے جا رہا ہے۔ کس قسم کے بچوں کے ساتھ کھیل رہا ہے۔ یہ بھی ضروری ہے کہ ماں باپ صرف یہ نہ سمجھیں کہ بچوں پر باہر کے ماحول کے اثر پر بھی نظر رکھنی ہے بلکہ جیسا کہ میں نے کہا کہ ماں باپ کے ظاہر رویّوں اور ایک دوسرے سے سلوک کا اثر بھی بچوں پر ہوتا ہے اور وہ ان کی ظاہری حالت اور اخلاق کو دیکھ رہے ہوتے ہیں۔ اسی طرح لاشعوری طور پر بچوں پر ماں باپ کی دوسری برائیوں اور میلانات کا بھی اثر ہو رہا ہوتا ہے اور وہ ان کے میلانات سے اور برائیوں سے اثر لیتے ہیں۔ اس لئے ماں باپ کو اپنی اصلاح کرنے اور اپنی برائیوں سے اگلی نسل کو بچانے کے لئے کوشش بھی کرنی چاہئے اور دعا بھی کرنی چاہئے۔

پھر لڑکوں کی تربیت کے لئے بھی اور لڑکیوں کی تربیت کے لئے بھی یہ ضروری چیز ہے کہ ان میں انصاف قائم رکھا جائے۔ بعض لوگ لڑکوں کو زیادہ اہمیت دیتے ہیں۔ اس سے جہاں لڑکوں میں خودغرضی پیدا ہوتی ہے، خودسری پیدا ہوتی ہے، خودپسندی پیدا ہوتی ہے اور آخر میں تکبر بھی پیدا ہو جاتا ہے انہی وجوہات کی وجہ سے جو انتہائی برائی ہے وہاں لڑکیوں میں احساس محرومی پیدا ہو جاتا ہے اور اس کو دور کرنے کے لئے وہ پھر بعض اوقات اپنے دوستوں اور سہیلیوں میں اٹھنا بیٹھنا شروع کر دیتی ہیں جو اپنی یعنی لڑکیوں کی آزادی اور اہمیت کے نام پر دین سے دور جانے والی بنا دیتی ہیں۔ پس ایک بچے سے امتیازی سلوک کی وجہ سے صرف ایک بچہ خراب نہیں ہو رہا بلکہ یہ امتیازی سلوک بھائی بہن دونوں کو دین سے دور کرنے والا بن جاتا ہے۔ اس کی طرف احمدی ماؤں کو خاص طور پر

توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

اسی طرح تربیت کا ایک پہلو یہ بھی سامنے رکھنا چاہئے کہ بچوں کی کوئی کمزوری یا غلطی دیکھ کر لوگوں کے سامنے انہیں سرزنش نہ کریں۔ انہیں اونچی آواز میں نہ کہیں بلکہ پیار سے وہاں ٹوک دیں اور بعد میں اچھی طرح سمجھا دیں۔ ان کی عزت قائم کریں۔ لیکن بعض لوگ بالکل ہی روک ٹوک نہیں کرتے۔ بچے کو اپنی غلطی کا احساس ضرور دلانا چاہئے۔

ایک بہت ضروری بات جو اس حوالے سے میں کہنا چاہتا ہوں وہ واقفین نو بچوں کے متعلق ہے۔ اکثر والدین کا خیال ہے کہ واقفین نو بچوں کو بچپن میں کچھ نہیں کہنا۔ وہ جو چاہے کرتے رہیں بڑے ہو کر خود ٹھیک ہو جائیں گے۔ یہ بڑی غلط سوچ ہے۔ آپ نے جب اپنے بچوں کو وقف کیا ہے تو اس دعا کے ساتھ کہ اے اللہ جو بچہ پیدا ہونے والا ہے اسے میں تیرے دین کی خاطر وقف کرتی ہوں۔ یہ دعا اور یہ اظہار خود اس بات کا متقاضی ہے کہ بچے کی تربیت کے لئے زیادہ کوشش کی ضرورت ہے اور اس تربیت کو کامیاب کرنے کے لئے زیادہ دعا کی ضرورت ہے۔ پس وقف نو بچوں کی تو خاص طور پر بچپن سے دینی تربیت کرنے کی ضرورت ہے، اخلاقی تربیت کرنے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ کی محبت دل میں پیدا کرنے کی ضرورت ہے تا کہ بڑے ہو کر وہ دوسروں کی نسبت زیادہ ممتاز ہو کر ابھریں اور دنیاوی دلچسپیاں انہیں اپنی طرف نہ کھینچیں۔ ان کے اخلاق کے معیار دوسروں سے بلند ہوں نہ یہ کہ وہ اپنے بھائیوں کے ساتھ بدتمیزی کر رہے ہوں۔ بچے اگر کسی کے گھر جائیں تو گھر والوں کے ناک میں دم کیا ہو۔ بعض مائیں کہہ دیتی ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا تھا کہ واقف نو بچوں کو کچھ نہیں کہنا ان میں اعتماد پیدا کریں۔ ان کا کہنے کا قطعاً یہ مطلب نہیں ہے کہ انہیں بدتمیز بنا دیں۔ تین چار سال کی عمر سے ہی بچے کو پیار سے تربیت کی ضرورت ہے۔ بلا وجہ کی ڈانٹ ڈپٹ جو بعض مائیں اور باپ کرتے ہیں اور ان کو عادت ہوتی ہے اس سے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے روکا تھا کہ اس طرح نہ کیا کریں اور یہ ہر بچے کے لئے ضروری ہے چاہے وہ واقف نو ہے یا نہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے تو اس بات پر بڑی تفصیل سے بیان کیا ہوا ہے کہ ماں باپ بچوں کی بچپن میں صحیح تربیت نہیں کرتے اور جب بچے دوسروں کے گھر جاتے ہیں اور اودھم مچاتے ہیں تو اس کی کوئی حد نہیں ہوتی اور ان گھر والوں کو پریشان کر رہے ہوتے ہیں۔ انہوں نے تو بچپن سے تربیت کی طرف توجہ دلائی تھی خاص طور پر واقفین نو کو انہوں نے کہا تھا کہ اگر بچے کو گھر میں ہی اخلاق سکھائے ہوں اور غیر ضروری اچھل کود اور صوفوں اور چیزوں کو خراب کرنے سے منع کیا ہو تو دوسرے گھر جا کر وہ کبھی ایسی حرکتیں نہ کریں۔ بڑی تفصیل سے انہوں نے یہ باتیں بیان کی ہیں۔ پس یہ ان ماں باپ کی جہالت ہے جو یہ کہتے ہیں کہ بچے کو کچھ نہیں کہنا۔ اگر وقف نو بچے کی صحیح تربیت نہیں کرنی اور اسے بچپن سے ہی برائی اور اچھائی کی تمیز نہیں سکھانی اور بچوں پر زیادہ سختی کرنی ہے تو ایک تو آپس میں بہن بھائیوں میں اس وجہ سے Jealousy اور غلط سوچ پیدا ہو رہی ہو گی اور دوسرے اگر بچے ردعمل نہ بھی دکھائیں اور ماں باپ کی روک ٹوک سے تربیت حاصل کر لیں تو تب بھی دوسرے بچے جو ہیں جن کو روکا ٹوکا جاتا ہے وہ وقف نو بچوں سے زیادہ بہتر ہو جائیں گے اور جماعت کو تو ایسے بچوں کی ضرورت ہے نہ کہ وقف نو کا ٹائٹل لگا کر پھر یہ بداخلاق اور بیکار واقفین نو کی جماعت پیدا کرنا یہ جماعت کے کسی کام نہیں آ سکتے۔ پس مائیں اپنے وقف نو بچوں کی ایسی اٹھان کریں کہ وہ دین کے علم کے لحاظ سے بھی دنیاوی علم کے لحاظ سے بھی اور اخلاق کے معیار کے لحاظ سے بھی اور دنیا کی خدمت کے جذبہ کے لحاظ سے بھی اور روحانی لحاظ سے بھی اعلیٰ معیار پر پہنچیں۔ اس وقت دنیا میں ساٹھ ہزار سے زیادہ واقفین نو بچے ہیں۔ بہت سے بیس سال کی عمر سے اوپر ہیں۔ بہت سے ایسے ہیں جو میڈیسن اور دوسرے پیشہ ورانہ مضامین میں پڑھ کر میدان عمل میں آ گئے ہیں۔ کام کر رہے ہیں۔ لیکن ان لوگوں نے باقاعدہ طور پر جماعت کو اپنی خدمات پیش نہیں کیں۔ ہمارے ہسپتالوں میں ڈاکٹروں کی ضرورت ہے اور باوجود واقفین نو ڈاکٹروں کے ہم اپنی ضروریات پوری نہیں کر سکے۔ اسی طرح بعض دوسرے پیشے ہیں۔ ایسے وقف نو کا جماعت کو کیا فائدہ۔ بعض آتے بھی ہیں پھر چھوڑ کر چلے جاتے ہیں کہ الاؤنس کم ہے، جماعت کم الاؤنس دیتی ہے۔ وقف تو نام ہی قربانی کا ہے۔ ماؤں کی اپنے بچوں کی اس نہج پر تربیت کی ضرورت ہے کہ تم نے پڑھ لکھ کر اپنے آپ کو دین کی خدمت کے لئے پیش کرنا ہے اور اس کے لئے جتنی بھی بڑی سے بڑی قربانی دینی پڑے دینی ہے۔ تب ہم کہہ سکتے ہیں کہ ماؤں نے اپنے بچوں کے وقف کرنے کے عہد کو نبھایا ہے۔ ورنہ ایک ظاہری امتیاز ہے وقف نو اور غیر وقف نو بچے کا جس کا جماعت کو کوئی فائدہ نہیں ہے۔ پس ان باتوں کی ماں باپ کو ضرورت ہے کہ اس سلسلہ میں خاص کوشش کریں اور جماعتی ضروریات کو پورا کرنے کی روح اپنے بچوں میں پیدا کریں۔ انہیں وقف کی اہمیت کا احساس دلائیں۔ ورنہ کسی معاملے میں بھی وقف نو بچے سپیشل نہیں ہیں کہ سپیشل ہونے کے نام پر ان کی تربیت ہی نہ کی جائے۔ سپیشل ہونے کی خصوصیات کا دو سال پہلے میں نے کینیڈا کے خطبہ میں ذکر کیا تھا اس کو سامنے رکھیں اور اسے لائحہ عمل بنا کر بچوں کی تربیت کریں۔

عمومی طور پر بچوں کی تربیت کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ گھروں میں نظام جماعت پر اعتراض یا غلط رنگ میں باتیں نہ ہوں۔ یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ بچوں کے ذہنوں میں یہ باتیں بیٹھ جاتی ہیں اور پھر وہ سمجھتے ہیں کہ سارا نظام ہی ایسا ہے اور پھر وہ ایک قدم اور آگے جاتے ہیں اور خلیفۂ وقت پر اعتراض کرتے ہیں اور جب یہ اعتراض شروع ہو جاتے ہیں تو پھر وحدت سے علیحدہ ہو جاتے ہیں اور جماعت سے علیحدہ ہو جاتے ہیں۔ اس لئے خدا تعالیٰ کا خوف رکھتے ہوئے اور جماعت سے تعلق اور محبت کا اظہار کرتے ہوئے اور اپنے دل میں جماعت سے پیار اور محبت کا اگر جذبہ ہے تو اس کو ظاہر کرتے ہوئے اپنے گھروں میں ایسی باتوں سے پرہیز کریں۔ اگر کہیں یہ باتیں نہیں بھی ہو رہیں تو یہ سوچ نہیں ہونی چاہئے کہ ہماری شکایت نہ ہو جائے اور ہم پر کوئی ایکشن نہ لے لیا جائے بلکہ اس سوچ سے گھروں میں خلافت اور جماعت کے احترام کے متعلق باتیں کریں کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا یہ حکم ہے۔ بندوں سے ڈرنے کی بجائے خدا تعالیٰ سے ڈریں۔ اور وحدت کے جس نظام کو ہم نے حاصل کیا ہے اسے ہم نے ضائع نہیں ہونے دینا۔ اگر کسی عہدیدار سے شکوہ ہے تو خلیفہ وقت تک اپنی بات پہنچا دیں اور پھر معاملہ خدا تعالیٰ پر چھوڑیں۔ یہی چیز ہے جو اگلی نسلوں کو جماعت اور خلافت سے جوڑ کر رکھے گی۔ لڑکیوں کی تربیت کے لحاظ سے اس بات کو بھی سب سے زیادہ اہمیت دیں کہ ان میں حیا کا مادہ زیادہ سے زیادہ پیدا کرنا ہے۔ مغربی ماحول میں آزادی کے نام پر جو بے حیائی پھیل رہی ہے اور مغربی ماحول جو سر ننگے کروا رہا ہے تو آپ نے دین کے نام پر حیا کو قائم کرتے ہوئے سروں کو ڈھانکنا ہے اور ہوشمند لڑکیوں کو بھی یہ خیال رہنا چاہئے۔ خود ان کو یہ احساس ہونا چاہئے۔ اس کے لئے ماؤں کے اپنے نمونے سب سے زیادہ ضروری ہیں۔ بچہ تو ماں باپ کی نقل کرتا ہے جیسا کہ میں نے کہا اور لڑکیاں خاص طور ماؤں کی۔ گزشتہ دنوں ایک عزیزہ ملنے آئی اس کی دو اڑھائی سال کی بیٹی ہے، اپنی ماں کے منہ پر بار بار نقاب ڈال رہی تھی اور گھر کے ماحول کی وجہ سے ماں اسے اتار دیتی تھی تو بچی زبردستی اس کے منہ پر نقاب ڈال کر کہہ رہی تھی کہ وہ والا پردہ کریں۔ یعنی جو پردہ آپ باہر کرتی ہیں اور صحیح پردہ ہے وہ پردہ کرو۔ اب چھوٹی بچی کے ذہن میں یہ ہے کہ میری ماں کا یہ پردہ ہے اور یہ اس کے لباس کا حصہ ہے جب بھی اس ماں نے اپنے گھر سے نکلنا ہے چاہے کسی کے گھر بھی جائے تو ایسا پردہ ہونا چاہئے۔ پس جب تک مائیں اپنے بچوں کے سامنے ایسے نمونے رکھتی رہیں گی چھوٹی بچیوں میں بھی پردے کی اہمیت پیدا ہوتی رہے گی اور عورت کی حیا کے مقام کی اہمیت پیدا ہوتی رہے گی اور اس قرآنی حکم کی اہمیت پیدا ہوتی رہے گی۔ یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ اپنے سروں کو اوڑھنیوں سے ڈھانپو اور اپنی زینت غیر مردوں سے چھپاؤ۔ لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ بہت سی عورتیں اور لڑکیاں جب مسجد میں اور جماعتی فنکشنز میں آتی ہیں تو بقول اس بچی کے جو اس چھوٹی بچی نے کہا تھا کہ ان کا وہ والا پردہ ہوتا ہے اور جب بازاروں میں پھر رہی ہوتی ہیں تو وہ والا پردہ تو علیحدہ بات ہے یہ والا پردہ بھی نہیں رہتا جو انتہائی خوفناک چیز ہے۔ اور وہ حیا اور وہ تقدس جو اسلام عورت کا قائم کرنا چاہتا ہے اس کو ماحول اور فیشن کے زیر اثر ختم کر دیتے ہیں یا پھر ماحول کی وجہ سے شرم آتی ہے اور پھر حیا سے جب شرم آنی شروع ہو جائے تو پھر بے حیائی پیدا ہونی شروع ہو جاتی ہے۔ پس اگر شرم آنی چاہئے تو بے حیائی سے شرم آنی چاہئے نہ کہ اللہ تعالیٰ کے حکموں

حضور انور کی خدمت میں بذریعہ ڈاک خطوط لکھنے والوں کیلئے
نیا ایڈریس

احباب جماعت کے علم میں ہے کہ سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز گزشتہ چند ہفتوں سے مسجد فضل سے نئے مرکز اسلام آباد ٹلفورڈ تشریف لے گئے ہیں۔ ایسے احباب جو سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں دعائیہ خطوط بذریعہ ڈاک بھجواتے ہیں وہ اب درج ذیل نئے ایڈریس پر اپنے خطوط بھجوایا کریں۔

ISLAMABAD, 2, SHEEPHATCH LANE,
TILFORD SURREY GU10 2AQ,
UNITED KINGDOM

(ادارہ)

کلامُ الامام

’’جب تک تمہارا آپس میں معاملہ صاف نہیں ہوگا
اس وقت تک خدا تعالیٰ سے بھی معاملہ صاف نہیں ہوسکتا۔‘‘

(ملفوظات، جلد 5، صفحہ 407)

طالب دعا: مصدق احمد، امیر جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک

کلامُ الامام

’’قرآن شریف کے سمجھنے اور اس کے
موافق ہدایت پانے کیلئے تقویٰ ضروری اصل ہے۔‘‘

(ملفوظات، جلد 5، صفحہ 121)

طالب دعا: نور عالم، جماعت احمدیہ جے گاؤں، بنگال

سے شرم آئے۔ یاد رکھیں اللہ تعالیٰ کے ایک حکم سے دوری بہت سے حکموں سے دوری کی طرف لیجاتی ہے پس اگر اگلی نسلوں کی تربیت کرنی ہے تو اللہ تعالیٰ کے تمام احکامات پر سنجیدگی سے چلنے کی ضرورت ہے۔ اپنی نسلوں کی تربیت کیلئے اپنی دعاؤں کو قبول کروانا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کے احکامات پر چلنے کی ضرورت ہے۔ یہی اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ دعا کو قبول کروانے کیلئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ فَلۡیَسۡتَجِیۡبُوۡا لِیۡ وَلۡیُؤۡمِنُوۡا بِیۡ (سورۃ البقرہ:187) کہ یعنی میرے حکم کو قبول کرو اور مجھ پر ایمان لاؤ۔ اس پر عمل کی ضرورت ہے۔ پس ایمان بھی کامل اس وقت ہوتا ہے جب اللہ تعالیٰ کے حکموں پر چلا جائے اور جب ایمان اس معیار پر پہنچتا ہے جو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے تو پھر دعائیں بھی قبول ہوتی ہیں۔ پس اگلی نسلوں کو سنبھالنے کے لئے اپنے نمونے کی بھی ضرورت ہے اور دعاؤں کی قبولیت کے لئے اللہ تعالیٰ کے حکموں پر چلنے کی بھی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی سب کو توفیق عطا فرمائے اور ہماری نسلیں ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے تعلق قائم کرنے والی پیدا ہوتی چلی جائیں۔

اب دعا کرلیں۔ (دعا)

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل 21 دسمبر 2018)

......☆......☆......☆......

ارشاد باری تعالیٰ

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوۡا مَا بَقِیَ مِنَ الرِّبٰۤوا اِنۡ کُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِیۡنَ (البقرہ:279)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ سے ڈرو اور چھوڑ دو جو سود میں سے باقی رہ گیا ہے، اگر تم (فی الواقعہ) مومن ہو

DAR FRUIT CO. KULGAM
B.O AHMED FRUITS
Prop. Masood Ah Dar Asnoor (Kashmir)
Contact: 9622584733, 7006066375 (Saqib)

ارشاد باری تعالیٰ

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِذَا تَدَایَنۡتُمۡ بِدَیۡنٍ اِلٰۤی اَجَلٍ مُّسَمًّی فَاکۡتُبُوۡهُ (البقرہ:283)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! جب تم ایک معین مدت تک کیلئے قرض کا لین دین کرو تو اسے لکھ لیا کرو

Prop. AFZAL SYED
Cell: +91-7207059581
+91-9100415876
MWM
METAL & WOOD MASTERS
Office & Stores : Md Lines Toli Chowki (Hyderabad-500008) T.S
e.mail : swi789@rediffmail.com

کلامُ الامام

"جب تک تمہارا آپس میں معاملہ صاف نہیں ہوگا
اس وقت تک خدا تعالیٰ سے بھی معاملہ صاف نہیں ہوسکتا۔"

(ملفوظات، جلد 5، صفحہ 407)

طالب دعا: مصدق احمد، جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

"ہم حقیقی احمدی اُسی وقت بن سکتے ہیں جب ہم عارضی اور دُنیاوی خواہشات اور لذّات کو اپنا مقصد نہ بنائیں۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 5 مئی 2017)

طالب دعا: برہان الدین چراغ ولد چراغ الدین صاحب مرحوم مع فیملی، افراد خاندان و مرحومین، ننگل باغبانہ، قادیان

کام جو کرتے ہیں تری رہ میں پاتے ہیں جزا ☆ مجھ سے کیا دیکھا کہ یہ لطف و کرم ہے بار بار (المسیح الموعودؑ)

LOVE FOR ALL HATRED FOR NONE

WATCH SALES & SERVICE
LCD LED SMART TV
VCD & CD PLAYER
EXPORT AND IMPORT GOODS
AND ALL KIND OF ELECTRONICS
AVAILABLE HERE

Prop. NASIR SHAH
Contact.03592-226107,281920, +91-7908149128
NEAR LAAL BAZAR, AHMADIYYA MUSLIM MISSION GANGTOK SIKKIM

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اپنے ہاتھ سے کمائی ہوئی روزی سے بہتر کوئی روزی نہیں

(صحیح بخاری، کتاب البیوع)

طالب دعا: افراد خاندان مکرم جے وسیم احمد صاحب مرحوم (چنتہ کنٹہ)

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اپنی اولاد کی بھی عزت کیا کرو اور انکی تربیت کو بہترین قالب میں ڈھالنے کی کوشش کرو

(ابن ماجہ، کتاب الادب)

طالب دعا: افراد خاندان و فیملی مکرم ایڈووکیٹ آفتاب احمد تیاپوری مرحوم، حیدر آباد

کلامُ الامام

"قرآن شریف کے سمجھنے اور اس کے
موافق ہدایت پانے کیلئے تقویٰ ضروری اصل ہے۔"

(ملفوظات، جلد 5، صفحہ 121)

طالب دعا: نور عالم، جماعت احمدیہ جے گاؤں، بنگال

10 Years Quality Service 2003-2013
Study Abroad
سٹڈی ابراڈ
All Services free of Cost
Prosper Overseas is the India's Leading Overseas Education Company.
About Us
Prosper Overseas is a One STOP SOLUTION to all International Study Needs. Representing over 500 Universities / Colleges in 9 countries since last 10 years
Achievements
• NAFSA Member Association , USA.

• Certified Agent of the British High Commission
• Trusted Partner of Ireland High Commission
• Nearly 100 % success Rate in Student Admissions in various institutions abroad, Training Classes, and Student Visas.

Corporate Office
Prosper Education Pvt Ltd.
1-7-27/6, Behind Green Park Hotel, Green Lands, Ameerpet, Hyderabad - 500 16, Andhra Pradesh.
Phone : +91 40 49108888.

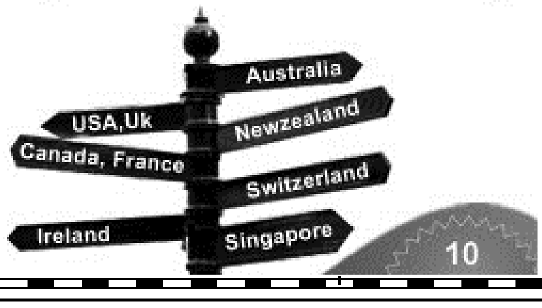

Study Abroad
10 Offices Across India
بیرون ممالک میں
اعلیٰ پڑھائی کرنے کیلئے رابطہ کریں
CMD: Naved Saigal
Website:www.prosperoverseas.com
E-mail: info@prosperoverseas.com
National helpline: 9885560884

دُنیا کے امن کو قائم رکھنے کیلئے، انسان کو با اخلاق انسان بنانے کیلئے، انسان کو ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنیوالا بنانے کیلئے، انسان کو اپنے پیدا کرنیوالے خدا کا حقیقی عبد بنانے کیلئے، عدل احسان اور ایتاءِ ذی القربیٰ پر عمل انتہائی ضروری ہے، لیکن اسکے معیار اسوقت تک قائم نہیں ہو سکتے جب تک کہ اخلاقی اور روحانی قدروں کے معیار بھی بلند نہ کئے جائیں، جب تک عدل، احسان اور ایتاءِ ذی القربیٰ کسی ضابطے اور اصول کے اندر رہتے ہوئے نہ کئے جائیں*

فحشاء اور مُنکَر اور بَغی کے مختلف معانی کا تذکرہ اور اس پہلو سے فحشاء اور مُنکَر اور بَغی سے بچنے اور دوسروں کو باز رکھنے کے حکم کی قرآن و حدیث اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کے حوالہ سے نہایت دل آویز اور لطیف تفسیر اور احباب جماعت پر عائد ہونے والی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے نہایت اہم نصائح*

یہ سب برائیاں جب بڑھتی جائیں اور انسان ان کی اصلاح کی کوشش نہ کرے تو وہ بڑھ کر پھر ایسی بدیوں میں داخل ہو جاتی ہیں جو دوسروں کو بھی نقصان پہنچانے والی ہوتی ہیں اور یہ فحشاء میں شامل ہیں، مثلاً خیانت ہے، چاہے کام میں خیانت ہے، یا مال میں خیانت ہو اس کا اثر دوسروں پر پڑتا ہے*

اللہ تعالیٰ نے فحشاء کے بعد مُنکَر سے منع فرمایا ہے، بے حیائی پیدا ہو تو عدل قائم نہیں ہوتا، اور جب اس بے حیائی کو اس حد تک لے جایا جائے کہ وہ مُنکَر بن جائے تو ایسی غلط باتوں پر ضد کی جائے اور سچائی کو جھٹلایا جائے تو پھر ایسے شخص یا ایسے گروہ سے احسان کی امید نہیں کی جا سکتی۔ پس مُنکَر وہ ہے جو نیکیوں سے دُور ہٹنے والے ہیں، نفس ان پر غالب ہے، خودغرضی میں بڑھے ہوئے ہیں، اللہ تعالیٰ کے پیغام کو جھٹلانیوالے ہیں اور ظلم کے ساتھ جھٹلانے کی کوشش کرنیوالے ہیں*

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کی نماز اسے فحشاء اور منکر سے نہ روکے وہ اللہ تعالیٰ سے دُوری کے علاوہ کسی چیز میں نہیں بڑھتا*

اس سال جلسہ میں 38510 افراد شامل ہوئے اور 115 ممالک کی نمائندگی ہے، پچھلے سال 114 ممالک کی نمائندگی تھی اور 37393 کی حاضری تھی*

جماعت احمدیہ برطانیہ کے جلسہ سالانہ کے موقع پر 05/اگست 2018ء بروز اتوار امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا حدیقۃ المہدی (آلٹن) میں اختتامی خطاب

اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ
وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔
مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ۔ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ۔
اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ۔
صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ۬
غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ۔

اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآءِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ (النحل: 91)

یقیناً اللہ تعالیٰ عدل کا اور احسان کا اور اقربا پر کی جانے والی عطا کی طرح عطا کا حکم دیتا ہے۔ بے حیائی اور ناپسندیدہ باتوں اور بغاوت سے منع کرتا ہے۔ وہ تمہیں نصیحت کرتا ہے تاکہ تم عبرت حاصل کرو۔

یہ آیت جو تلاوت کی گئی ہے اس کے پہلے حصہ میں جن اوامر کا ذکر ہے جن باتوں کے کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ یعنی عدل، احسان اور ایتاء ذی القربیٰ۔ ان کو میں اپنی گزشتہ سالوں کی تقریروں میں مختلف زاویوں سے بیان کر چکا ہوں گو کہ ابھی بھی بڑا وسیع مضمون ہے۔

دنیا کے امن کو قائم رکھنے کے لئے، انسان کو با اخلاق انسان بنانے کے لئے، انسان کو ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے والا بنانے کے لئے، انسان کو اپنے پیدا کرنے والے خدا کا حقیقی عبد بنانے کے لئے، عدل، احسان اور ایتاء ذی القربیٰ پر عمل انتہائی ضروری ہے۔ لیکن اس کے معیار اس وقت تک قائم نہیں ہو سکتے جب تک کہ اخلاقی اور روحانی قدروں کے معیار بھی بلند نہ کئے جائیں۔ جب تک عدل، احسان اور ایتاء ذی القربیٰ کسی ضابطے اور اصول کے اندر رہتے ہوئے نہ کئے جائیں۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے جو انسانی نفسیات کو سب سے زیادہ جانتا ہے کرنیوالے احکام کے ساتھ، نہ کرنیوالے احکامات کا بھی ذکر کر دیا اور فرمایا کہ وَیَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ اور بے حیائی اور ناپسندیدہ باتوں اور بغاوت سے اللہ تعالیٰ منع کرتا ہے۔

ان کرنے والی باتوں اور احکامات اور نہ کرنے والی باتوں اور احکامات کے ایک دوسرے سے تعلق کیا ہیں؟ اور اس کی حکمت اور فلسفہ کیا ہے؟ بظاہر نظر دیکھنے سے تو یہی لگتا ہے کہ جب عدل قائم ہو گیا، احسان کا سلوک آپس کے تعلقات میں ہو، ایتاء ذی القربیٰ کے سلوک جیسا سلوک ہو تو پھر برائی کس طرح رہے گی۔ اور جب یہ نہیں تو پھر نہ کرنے والی باتوں کے بیان کی ضرورت ہی کیا ہے۔ کرنے والے احکامات اور نہ کرنے والے احکامات کے آپس کے تعلق اور حکمت کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس طرح بیان فرمایا ہے۔

آپؑ فرماتے ہیں:

''اگر یہ نیکیاں اپنے اپنے محل پر مستعمل نہیں ہوں گی تو پھر یہ بدیاں ہو جائیں گی۔ بجائے عدل فحشاء بن جائے گا۔ یعنی حد سے اتنا تجاوز کرنا کہ ناپاک صورت ہو جائے۔ اور ایسا ہی بجائے احسان کے منکر کی صورت نکل آئے گی یعنی وہ صورت جس سے عقل اور کانشنس انکار کرتا ہے۔ اور بجائے ایتاء ذی القربیٰ کے بَغْی بن جائیگا یعنی وہ بے محل ہمدردی کا جوش ایک بری صورت پیدا کرے گا'' فرمایا کہ ''اصل میں بغی اس بارش کو کہتے ہیں جو حد سے زیادہ برس جائے اور کھیتوں کو تباہ کر دے اور یا حق واجب ......'' میں کمی رکھنے کو بھی بغی کہتے ہیں۔ ''اور یا حق واجب سے افزونی کرنا بھی'' زیادہ ہونا بھی ''بغی ہے۔'' بغی میں شمار ہوتا ہے۔ ''غرض ان تینوں میں سے جو محل پر صادر نہیں ہوگا وہی خراب سیرت ہو جائے گی۔ اسی لئے ان تینوں کے ساتھ موقع اور محل کی شرط لگا دی ہے۔'' فرمایا ''اس جگہ یاد رہے کہ مجرد عدل یا احسان یا ہمدردیٔ ذی القربیٰ کو خُلق نہیں کہہ سکتے۔ بلکہ انسان میں یہ سب طبعی حالتیں اور طبعی قوتیں ہیں کہ جو بچوں میں بھی وجود عقل سے پہلے پائی جاتی ہیں۔ مگر خُلق کے لئے عقل شرط ہے۔ اور نیز یہ شرط ہے کہ ہر ایک طبعی قوت محل اور موقع پر استعمال ہو۔''

(اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 354)

پس اسلام نے اپنے تمام احکامات کا ایک ضابطہ اور دائرہ رکھا ہے اس سے باہر نکلنا فساد کی وجہ بن جاتا ہے۔

اب میں اُن نواہی کے بارے میں قرآن اور حدیث اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات کے حوالے سے باتیں بیان کروں گا۔ یہ ہماری اخلاقی اور روحانی بہتری کے لئے کس قدر اہم ہیں۔ ان کے مضمون کیا ہیں۔ ان کے معنی کیا ہیں۔ کچھ حد تک باتیں سامنے آ جائیں گی۔ فُحش کیا ہے؟ اردو میں ہم اس کا ترجمہ بے حیائی کر دیتے ہیں لیکن اس سے اس کی وسعت کا پتہ نہیں چلتا جو اسکے معنوں میں ہے۔

اہل لغت کے نزدیک ہر وہ چیز جو اپنی حد سے تجاوز کرے وہ فُحش ہے۔ اور جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ شیطان تمہیں غریبی سے ڈراتا ہے اور فحشاء کا حکم دیتا ہے۔ مفسّرین کے نزدیک اس کا مطلب ہے کہ شیطان تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم صدقہ نہ کرو۔

(تفسیر طبری جزء 3 صفحہ 105 مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت 2001ء)

اور بعض کے نزدیک یہاں پر فحشاء سے مراد بخل ہے اور عرب بخیل کو فاحش کہتے تھے۔ لسان العرب میں ہے کہ فاحش سے مراد وہ شخص ہے جو اخلاق میں برا، متشدد ہو اور سخت بخیل ہو۔ (لسان العرب زیر مادہ فحش)

فحشاء اور فاحشہ سے مراد سخت برائی والا گناہ ہے۔ زکوٰۃ کی ادائیگی میں بخل کرنا ہے۔

(تفسیر مظہری جلد اوّل صفحہ 373 مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 2007ء)

اور بعض کے نزدیک ہر وہ کام ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے روکا ہو۔ فُحش اور فحشاء اور فاحشہ سے ہر ایسا قول یا فعل مراد ہے جو بہت ہی برا ہو۔ ایک پرانے مفسر علّامہ اسماعیل الحقی ہیں وہ کہتے ہیں کہ یَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ ایسے گناہ جو قولی اور فعلی طور پر قباحت میں بڑھے ہوئے ہوں۔ جیسا کہ جھوٹ، بہتان، شریعت کو حقیر سمجھنا، زنا اور لواطت وغیرہ ہے۔ اور ہر وہ چیز جو تجھے اللہ تعالیٰ سے روکے۔ اور اس سے تیرے تعلق کو خواہ کچھ عرصہ کے لئے ہی ختم کرے چاہے وہ مال ہو یا اولاد ہو یا ان جیسی کوئی چیز ہو وہ فحشاء میں سے ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ سے انقطاع سے زیادہ کوئی بھی چیز قبیح نہیں ہے اور اس کے اسباب بھی اسی میں شامل ہیں۔

(تفسیر روح البیان جلد 5 صفحہ 73 مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 2003ء)

پس جو چیز بھی قُبح کی طرف لیجاتی ہے وہ بھی قبیح ہے۔

پس ان معنوں سے یہ ظاہر ہوا کہ فحش اور فحشاء سے ہر ایسا قول اور فعل مراد ہے جو برا ہے، برائی کی طرف لے جانے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حکموں سے روکنے والا ہے۔ ایک بدمذہب یا لامذہب بھی کچھ حد تک دنیاوی معاملات میں عدل کرنے کا دعویٰ کر سکتا ہے یا بعض معاملات میں انصاف کر سکتا ہے، انصاف کے تقاضے مکمل طور پر پورے نہ کر سکتا ہو تب بھی اپنی سوچ کے مطابق کچھ نہ کچھ انصاف کر سکتا ہے۔ لیکن اگر اس میں اخلاقی برائیاں ہیں تو اللہ تعالیٰ کو تو وہ پہلے ہی نہیں مانتا تو ایسے شخص کو ہم نہیں کہہ سکتے کہ اس کے عدل کے معیار وہ ہیں جو خدا تعالیٰ ہم سے چاہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ایک مومن سے چاہتا ہے کہ اس کی ظاہری نیکیاں حقیقی نیکیاں بنیں اور حقیقی نیکیاں اس وقت تک نہیں بن سکتیں جب تک اللہ تعالیٰ کے تمام احکامات پر عمل نہ ہو اور تقویٰ کا وہ معیار نہ ہو جو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے۔ پس فحشاء سے بچتے ہوئے ایک مومن کا عدل کا معیار بھی اس سے بہت بلند

ہے جو ایک دنیادار کا ہے۔ ایک دنیادار دنیاوی معاملات میں تو جیسا کہ میں نے کہا کچھ حد تک انصاف کر سکتا ہے لیکن کیونکہ اللہ تعالیٰ کے حکموں پر چلنے والا نہیں ہے اس لئے اس کا عدل، احسان اور اگر ایتاء ذی القربیٰ کا سلوک بھی ہے تو وہ روحانی لحاظ سے خالی ہوگا۔ اور جب روحانیت سے خالی ہوگا تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس میں وہ نکھار نہیں پیدا ہوسکتا جو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے۔

ایک حدیث میں آتا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس یہودی آئے اور انہوں نے کہا اَلسَّامُ عَلَیْکُمْ یعنی تم پر ہلاکت ہو۔ تو اس پر حضرت عائشہؓ نے فرمایا بلکہ اللہ تعالیٰ تم پر لعنت کرے اور اللہ تم پر غضب کرے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عائشہ! ٹھہرو نرمی اختیار کرو اور سختی اور بدزبانی سے پرہیز کرو۔ حضرت عائشہؓ نے کہا کہ کیا آپ نے نہیں سنا کہ انہوں نے کیا کہا ہے؟ آپؐ نے فرمایا کیا تم نے وہ نہیں سنا جو مَیں نے جواب دیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے ان پر ان کی بات واپس کردی اور میری ان کے متعلق بات سنی جائے گی اور ان کی میرے متعلق نہیں سنی جائے گی۔

(صحیح البخاری کتاب الادب باب لم یکن النبیؐ فاحشا ولا متفحشا حدیث 6030)

یہ ہے فحشاء سے بچنے کا معیار کہ دشمن کے غلط الفاظ استہزاء یا گالی پر بھی اپنے اخلاق کو ہاتھ سے نہیں جانے دینا۔ حضرت عائشہؓ نے جو جواب فرمایا تھا وہ بھی انصاف کے دائرے سے باہر نہیں تھا۔ لیکن اس میں دلی رنجش بھی شامل ہوگئی تھی اور جب یہ شامل ہوجائے تو پھر عدل کا اعلیٰ معیار نہیں رہتا۔ اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فحش سے، بدزبانی سے پرہیز کرو۔ اس کے لئے آپ نے فحش کا لفظ استعمال فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق عدل تب حقیقی طور پر قائم ہوگا جب فحشاء سے پرہیز ہوگا اور اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ ہوگا۔ عَلَیْکُمْ کہہ کر اس کے الفاظ کو اس پر الٹا دیا تو یہی کافی ہے۔ پس یہ ہے وہ اُسوہ جو اس معیار کو سمجھنے کے لئے ہمیں اپنے سامنے رکھنا چاہئے۔ جیسا کہ مَیں نے کہا کہ فاحش سے مراد وہ شخص بھی ہے جو اخلاق میں برا ہے۔ لیکن ایسے شخص سے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا رویّہ کیا ہے۔

اس بارے میں حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اندر آنے کی اجازت مانگی تو آپ نے فرمایا اچھا اس برے آدمی کو اندر آنے کی اجازت دے دو۔ جب وہ اندر آیا تو آپ نے بڑی نرمی سے اور اخلاق سے اس سے باتیں کیں۔ تو میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے تو فرمایا تھا کہ یہ شخص برا آدمی ہے۔ پھر آپ نے اس سے نرم کلامی کیوں کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں عائشہ یہ بات ہے کہ بیشک وہ شخص بہت برا ہے جسے لوگ اس کی سخت کلامی کے ڈر سے چھوڑ دیں وہ بھی فاحش کے زمرہ میں آئے گا۔ جس کی بدکلامی زیادہ ہو، اخلاق اچھے نہ ہوں اور لوگ اس سے بچتے ہوں اور چھوڑ دیں۔ آپ نے فرمایا کہ بیشک وہ شخص برا ہے کیونکہ اس کی بداخلاقی سے لوگ ڈرتے ہیں۔ اور جیسا کہ میں نے کہا جو الفاظ آپ نے استعمال فرمائے وہ ہیں اِنَّ شَرَّ النَّاسِ مَنْ تَرَکَہُ النَّاسُ اِتِّقَاءَ فُحْشِہٖ۔

(صحیح البخاری کتاب الادب باب ما یجوز من اغتیاب اھل الفساد والریب حدیث 6054) کہ لوگ ڈرتے ہیں اس سے اور بچتے ہیں اس کی بداخلاقی سے اور فحش باتوں سے۔ فحش باتیں وہی ہیں جو وہ بداخلاقی کرتا ہے اور اس کے قریب نہیں جاتے۔ لیکن آنحضرت ﷺ نے ایک اور روایت میں فرمایا کہ میرے اپنے اخلاق ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے تم نے کبھی کسی سے بداخلاقی کرتے ہوئے دیکھا ہے (صحیح البخاری کتاب الادب باب لم یکن النبیؐ فاحشا ولا متفحشا حدیث 6032) جو اس برے آدمی سے بداخلاقی کروں جو میرے گھر آیا۔ پس یہ باریکی ہے اعلیٰ اخلاق کی اور جب یہ ہو تو پھر ہی حقیقی انصاف بھی قائم ہوسکتا ہے ورنہ تو دوسرے کے رویّے سے جو انصاف ہے اس پر اثر پڑ سکتا ہے۔

پھر ایک روایت میں آتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَا کَانَ الْفُحْشُ فِیْ شَیْءٍ اِلَّا شَانَہٗ وَمَا کَانَ الْحَیَاءُ فِیْ شَیْءٍ اِلَّا زَانَہٗ۔ حضرت انس سے یہ روایت ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس چیز میں بے حیائی ہوتی ہے وہ اسے عیب دار کر دیتی ہے اور جس چیز میں حیا ہوتی ہے وہ اسے زینت بخشتی ہے۔

(سنن الترمذی کتاب البر والصلۃ باب ما جاء فی الفحش حدیث 1974)

یہاں فاحش کے مقابلے پر حیا کو رکھا ہے۔ اس کا یہ مطلب بھی ہے کہ اگر انسان حیا سے پرے ہوتا جائے تو پھر یہ دوری فاحش کی طرف لے کر جاتی ہے۔ جو مرد عورت حیا کے پردے نہیں رکھتے وہ پھر فحشاء کی طرف چلے جاتے ہیں اور فحشاء کی طرف جانے والے پر جو ذاتی خواہشات ہیں وہ حاوی ہو جاتی ہیں اور ذاتی خواہشات حاوی ہونے والا پھر نہ عدل کر سکتا ہے نہ احسان کر سکتا ہے نہ ایتاء ذی القربیٰ کا سلوک کر سکتا ہے۔ پس اس ارشاد میں ایک انتہائی گہرائی ہے۔

پھر ایک روایت میں آتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اِنَّ الْفُحْشَ وَالتَّفَاحُشَ لَیْسَ مِنَ الْاِسْلَامِ وَاِنَّ اَحْسَنَ النَّاسِ اِسْلَامًا اَحْسَنُہُمْ خُلُقًا۔ اس مکمل حدیث کا ترجمہ یہ ہے جو حضرت جابر بن سمرةؓ سے مروی ہے کہ مَیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک مجلس میں شریک تھا۔ میرے والد حضرت سمرة رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے سامنے بیٹھے ہوئے تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے حیائی اور بیہودہ گوئی کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے اور اسلام کے اعتبار سے لوگوں میں عمدہ شخص وہ ہے جس کے اخلاق سب سے عمدہ ہوں۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 7 صفحہ 18 حدیث 21120 مطبوعہ عالم الکتب العلمیہ بیروت 1998ء)

پھر حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یقیناً قیامت کے دن لوگوں میں سے بدترین وہ ہے جس کی فحش گوئی سے بچا جاتا ہو۔ (صحیح البخاری کتاب الادب باب لم یکن النبیؐ فاحشا ولا متفحشا حدیث 6032) اس میں جیسا کہ لغوی معنی سے ظاہر ہے بیہودہ گوئی اور غلیظ زبان کے علاوہ بداخلاقی کا معنی بھی شامل ہے۔

پھر فاحش اور بے حیائی سے بچنے کی تلقین فرماتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ عبداللہ بن عمرو بن عاص بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ قیامت کے دن ظلم اندھیروں کی صورت میں ہوگا۔ بے حیائی سے اپنے آپ کو بچاؤ کیونکہ اللہ تعالیٰ کو سخت گوئی اور بدزبانی پسند نہیں۔ بخل سے بھی اپنے آپ کو بچاؤ کیونکہ بخل نے تم سے پہلے لوگوں کو بھی ہلاک کر دیا تھا۔ اسی بخل نے انہیں قطع رحمی کا راستہ دکھایا سو انہوں نے رشتے ناطے توڑ دئے۔ اسی بخل نے انہیں اپنی دولت اور چیزیں اپنے پاس سمیٹ کر رکھنے کا حکم دیا سو انہوں نے ایسا ہی کیا۔ اسی بخل نے انہیں گناہوں کا راستہ دکھایا سو وہ گناہ کرنے لگے۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 2 صفحہ 590 حدیث 6487 مطبوعہ عالم الکتب العلمیہ بیروت 1998ء)

پس یہ سب باتیں جو ہیں فحش کی قسمیں ہیں اور سب گناہوں کی طرف لے جانے والی ہیں یا خود گناہ ہیں اور اس دنیا میں ان سے بچنے والا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق پھر قیامت کے اندھیروں سے بچنے والا ہوگا۔

اس بات کو کہ بخل شیطان کا فعل ہے اور جب انسان بخیل ہو جائے تو اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور بخشش سے محروم ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اس طرح بیان فرمایا ہے۔ فرمایا کہ اَلشَّیْطٰنُ یَعِدُکُمُ الْفَقْرَ وَیَاْمُرُکُمْ بِالْفَحْشَآءِ۔ وَاللّٰہُ یَعِدُکُمْ مَّغْفِرَةً مِّنْہُ وَفَضْلًا۔ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ (البقرة: 269) کہ شیطان تمہیں غربت سے ڈراتا ہے اور تمہیں فحشاء کا حکم دیتا ہے جبکہ اللہ تمہارے ساتھ اپنی جناب سے بخشش اور فضل کا وعدہ کرتا ہے اور اللہ بڑی وسعتیں عطا کرنے والا اور دائمی علم رکھنے والا ہے۔

جیسا کہ لغوی وضاحت میں یہ واضح ہو گیا ہے کہ فُحش ہر اس بدی کو کہتے ہیں جس کی برائی ظاہر ہو۔ اسی طرح فحش بخل کو بھی کہتے ہیں اور شیطان فقر سے ڈرا کر بخل کا حکم دیتا ہے۔ بخل ایک ناپسندیدہ امر ہے۔ اللہ تعالیٰ کو یہ پسند نہیں۔ پس شیطان بخل سے ڈرا کر ہمیشہ بدی کا حکم دے گا۔ جب بخل سے ڈرائے گا تو اس لئے ڈرائے گا کہ تم نیکیاں نہ کرو اور بدیاں کرو۔ مثلاً اس سوچ میں ڈال دیتا ہے کہ غریب کی مدد کرو گے، چندوں کی طرف توجہ دو گے تو تمہارے اخراجات کس طرح پورے ہوں گے؟ ہاں اگر لغویات پر خرچ کرنا ہے تو کہتا ہے ضرور کرو۔ بہت سی فضول خرچیاں لوگ کر جاتے ہیں اس میں کوئی کنجوسی نہیں کرتے۔ یہی حال ہم دنیاداروں کا دیکھتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے تم اللہ کے فضلوں کے وارث بنو گے۔ اسکا تجربہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کے بیشمار افراد کو ہے کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے ان کی فقر کی حالت نہیں ہوتی بلکہ اللہ تعالیٰ ان کو کشائش عطا فرماتا ہے۔

پھر قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّمَا یَاْمُرُکُمْ بِالسُّوْٓءِ وَالْفَحْشَآءِ وَاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَی اللّٰہِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ۔ (البقرة: 170) کہ یقیناً وہ تمہیں محض برائی اور بے حیائی کی باتوں کا حکم دیتا ہے اور یہ کہ تم اللہ کے خلاف ایسی باتیں کہو جن کا تمہیں کوئی علم نہیں۔

ظاہر ہے جب برائی اور فحشاء کے پیچھے انسان چلے گا تو وہ بات کرے گا، وہ کہے گا جو اللہ تعالیٰ کے حکموں کے خلاف ہے اور مختلف برائیوں میں مبتلا ہوتا چلا جائے گا اور بڑھتا چلا جائے گا۔ یَاْمُرُکُمْ بِالسُّوْٓءِ۔ سُوْء وہ برائیاں ہیں جو انسان کی اپنی ذات کو نقصان پہنچاتی ہیں۔ جیسے بدظنی ہے، غفلت ہے، بزدلی ہے، بے غیرتی ہے یا تکبر ہے۔ اور اس طرح کی تمام برائیاں ہیں۔ ان کا نقصان انسان کی اپنی ذات کو زیادہ ہوتا ہے۔ بدظن جو ہے وہ بدظنی کر کے اپنے ہی دل میں کڑھتا اور سڑتا رہتا ہے۔ پریشان ہوتا رہتا ہے اور اس کا نقصان اس کی ذات کو ہی زیادہ ہوتا ہے۔ بہت سے دنیاوی لوگ میں نے اسی طرح دیکھے ہیں۔ غفلت ہے۔ کسی بھی کام سے جب غفلت انسان کو ہوتی ہے تو اس کا نقصان بھی انسان کی اپنی ذات کو ہوتا ہے۔ اسی طرح دوسرے گناہ ہیں۔ اور یہ سب برائیاں جب بڑھتی جائیں اور انسان ان کی اصلاح کی کوشش نہ کرے تو وہ بڑھ کر پھر ایسی بدیوں میں داخل ہو جاتی ہیں جو دوسروں کو بھی نقصان پہنچانے والی ہوتی ہیں اور یہ فحشاء میں شامل ہیں۔ مثلاً خیانت ہے۔ چاہے کام میں خیانت ہو یا مال میں خیانت ہو اس کا اثر دوسروں پر پڑتا ہے۔ مثلاً بعض لوگ جب غلط طریق پر اپنے حالات ظاہر کر کے یہاں حکومت کے اداروں سے مالی منفعت حاصل کر لیتے ہیں تو وہ فحشاء کے مرتکب ہوتے ہیں۔ کسی پر تہمت لگا کر اسے بدنام کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو یہ بھی فحش ہے۔ کسی کو دھوکہ دیتے ہیں یا مار پیٹ کرتے ہیں۔ غیر ضروری طرفداری کرنا ہے۔ رشوت دے کر اپنے کام دوسرے کو نقصان پہنچا کر کروانا ہے۔ جس طرح پاکستان میں اور تیسری دنیا کے بہت سے شہروں میں ہوتا ہے۔ تو پھر یہ عمل بے حیائی اور فُحش میں بڑھاتے چلے جانے والے عمل ہیں اور خدا کے مقابل کھڑا کر دیتے ہیں۔ بظاہر خدا تعالیٰ کا نام بھی لے رہے ہوتے ہیں۔ اور جب برائیاں پھیل رہی ہوں، جب ایسی صورت ہو تو پھر برائیاں پھیلتی چلی جاتی ہیں۔ اور جب برائیاں پھیل رہی ہوں، یہ احساس مٹ جائے کہ اپنی ذاتی برائیوں کی بھی اصلاح کرنی ہے کیونکہ یہ قومی برائیاں بن سکتی ہیں اور دوسروں کو نقصان پہنچانے والی برائیاں بن سکتی ہیں۔ تو اگر یہ احساس مٹ جائے تو پھر اس سوسائٹی میں انصاف اور عدل بھی قائم نہیں رہ سکتا۔ اور آج یہی صورت حال جو ہے ہمیں ان ملکوں میں نظر آتی ہے جہاں یہ سب کچھ مٹ رہا ہے، اخلاقی قدریں ختم ہو رہی ہیں۔

پھر فحشاء کے بعد جس بات سے اللہ تعالیٰ نے روکا ہے وہ مُنْکَر ہے۔ مختلف لغات میں مُنْکَر کے جو معنی کئے گئے ہیں وہ پیش کرتا ہوں۔ امام راغب نے لکھا ہے کہ عرفان کی ضد کو انکار کہتے ہیں۔ ہر ایسے فعل کو مُنْکَر کہتے ہیں جس کو عقولِ صحیحہ برا جانیں۔

(مفردات امام راغب زیر مادہ نکر)

پھر لسان العرب میں لکھا ہے اَلْمُنْکَر معروف کا متضاد ہے۔ اس سے مراد ہر وہ عمل ہے جس کا برا اثر ہونا شریعت نے بیان کیا ہے اور اس کو حرام قرار دیا ہے اور اس سے کراہت ظاہر کی ہے۔ پس وہ مُنْکَر ہے۔

(لسان العرب زیر مادہ نکر)

اقرب نے لکھا ہے کہ ہر وہ بات یا فعل جس میں اللہ تعالیٰ کی پسندیدگی نہ ہو مُنْکَر کہلاتی ہے۔

(اقرب الموارد زیر مادہ نکر)

علّامہ آلوسی لکھتے ہیں کہ قوت غضبیہ کا وہ اظہار جس میں افراد کو اور ایسے فعل کو ناپسند کیا جائے اسے مُنْکَر کہتے ہیں۔ (تفسیر روح المعانی جزء 14 صفحہ 610-611 مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت 1999ء)

علّامہ جلال الدین سیوطی حضرت ابن عباس کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ مُنکَر سے مراد جھٹلانا ہے اور یہ سب سے زیادہ ناپسندیدہ امر ہے۔

(تفسیر در منثور جلد 2 صفحہ 279 مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت 2001ء)

اللہ تعالیٰ نے فحشاء کے بعد مُنکَر سے منع فرمایا ہے اور اس تفسیر سے جو میں نے ابھی پڑھی ہے اس بات پر بھی روشنی پڑتی ہے کہ بے حیائی پیدا ہو تو عدل قائم نہیں ہوتا۔ اور جب اس بے حیائی کو اس حد تک لے جایا جائے کہ وہ مُنکَر بن جائے تو ایسی غلط باتوں پر ضد کی جائے اور سچائی کو جھٹلایا جائے تو پھر ایسے شخص یا ایسے گروہ سے احسان کی امید نہیں کی جاسکتی۔ پس مُنکَر وہ ہے جو نیکیوں سے دُور ہٹنے والے ہیں۔ نفس ان پر غالب ہے۔ خودغرضی میں بڑھے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے پیغام کو جھٹلانے والے ہیں اور ظلم کے ساتھ جھٹلانے کی کوشش کرنے والے ہیں جو آجکل احمدیوں کے ساتھ بھی بعض لوگوں کی طرف سے، بعض گروہوں کی طرف سے، بعض حکومتوں کی طرف سے ہو رہا ہے۔

ایک حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اِنَّ اللّٰہَ لَیَسْئَلُ الْعَبْدَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ حَتّٰی یَقُوْلَ مَا مَنَعَکَ اِذْ رَأَیْتَ الْمُنْکَرَ اَنْ تُنْکِرَہٗ فَاِذَا لَقَّنَ اللّٰہُ عَبْدًا حُجَّتَہٗ قَالَ یَا رَبِّ رَجَوْتُکَ وَفَرِقْتُ مِنَ النَّاسِ۔ حضرت ابوسعید بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ یقیناً اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اپنے بندے سے ضرور پوچھے گا یہاں تک کہ فرمائے گا کہ تجھے کس چیز نے اس بات سے منع کیا کہ جب تم کوئی ناپسندیدہ بات دیکھو تو تم اس کو ناپسند کرو۔ فرمایا کہ جب اللہ بندے پر اپنی حجت پوری کر دے گا تو بندہ کہے گا کہ اے میرے رب مجھے تجھ سے امید تھی مگر لوگوں کا ڈر تھا۔

(سنن ابن ماجہ کتاب الفتن باب قولہ تعالیٰ یایھا الذین اٰمنوا علیکم انفسکم حدیث 4017)

یہ مسلمان اُمّت کے لئے ایک المیہ ہے کہ باوجود اس کے کہ آپ نے اس کی وارننگ بھی دی ہوئی ہے۔ باوجود اس کے کہ یہ آیت ہر جمعہ کو پڑھی جاتی ہے اور بار بار اس کی یاددہانی ہوتی ہے پھر بھی لوگوں سے زیادہ ڈر ہے اور خدا تعالیٰ کا خوف دل میں نہیں ہے جس کی وجہ سے برائیوں میں پھر بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ایک ارشاد ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے عرض کیا کہ مجھے کس طرح معلوم ہو کہ مَیں اچھا یا برا کام کر رہا ہوں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم اپنے پڑوسیوں کو یہ کہتے ہوئے سنو کہ تم اچھا کام کر رہے ہو تو سمجھ لو کہ تمہارا طرزِ عمل اچھا ہے۔ اور جب تم پڑوسیوں کو یہ کہتے سنو کہ تم برا کام کر رہے ہو تو سمجھ لو کہ تمہارا طرزِ عمل برا ہے۔

(سنن ابن ماجہ کتاب الزھد باب الثناء الحسن حدیث 4223)

پس پڑوسی کے حق کا خیال کرنا، اس کا حق دینا، نہ صرف اس کی تکالیف دُور کرنا بلکہ اسے آرام پہنچانے کی کوشش کرنا اور ہر ممکن کوشش کرنا، جب یہ ہوگا تب اللہ تعالیٰ کے حکم کی فرمانبرداری ہوگی اور ہمسایہ بھی جب خوش ہوگا تو اللہ تعالیٰ بھی اس سے خوش ہوگا ورنہ ناخوش ہو کر ایسے لوگوں کو منکرین میں شمار کرے گا۔ مومن کی خصوصیت اور شان کیا ہونی چاہئے اور اللہ تعالیٰ ایک مومن سے کیا چاہتا ہے؟ اس بات کو بیان فرماتے ہوئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’یَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ مومنوں کی شان ہے۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے پہلے ضروری ہوتا ہے کہ انسان اپنی عملی حالت ثابت کر دکھائے کہ وہ اس قوت کو اپنے اندر رکھتا ہے کیونکہ اس سے پیشتر کہ وہ دوسروں پر اپنا اثر ڈالے اس کو اپنی حالت اثر انداز بھی تو بنانی ضروری ہے۔ پس یاد رکھو کہ زبان کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے کبھی مت روکو۔ ہاں محل اور موقع کی شناخت بھی ضروری ہے اور انداز بیان ایسا ہونا چاہئے جو نرم ہو اور سلاست اپنے اندر رکھتا ہو اور ایسا ہی تقویٰ کے خلاف بھی زبان کا کھولنا سخت گناہ ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 424 ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس مومن کی بیشک یہ شان ہے کہ وہ بری اور غیرضروری باتوں سے روکتا ہے۔ لیکن دوسروں کو روکنے سے پہلے یہ ضروری ہے کہ اپنی حالت اس بات کا اثر پیدا کرنے والی بنائی جائے۔ اپنی عملی حالت کو بہتر بناؤ یہ عملی حالت کی بہتری ہی وہ طاقت رکھتی ہے جو پھر دوسرے پر اثر انداز ہوتی ہے اور یہ بھی بات یاد رکھنی چاہئے کہ موقع محل دیکھ کر نصیحت کی جائے۔

پس برائیوں سے روکنا بھی بڑی اچھی بات ہے اور اگر انسان دوسروں کو برائیوں سے روکتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے دوسروں کو بچاتا ہے جب ان کو برائیوں سے روکتا ہے۔ لیکن موقع محل دیکھ کر۔ یہ نہیں کہ کسی کی برائی دیکھی تو پبلک میں کھڑے ہو کر اس کی برائیاں بیان کرنا شروع کر دیں یا اس کو روکنا ٹوکنا شروع کر دیا یا کوئی عہدیدار ہے تو سٹیج سے ہی اس کے خلاف باتیں کرنی شروع کر دیں۔ بہرحال یہ بہت اچھی بات ہے کہ اس کو برائیوں سے بچاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے بچاتے ہیں اور گناہوں سے دور کرتے ہیں اگر صحیح محل پر سمجھایا جائے تو پھر یہ دوسرے پر احسان بن جاتا ہے۔ لیکن اس کے لئے یہ شرط بہرحال ضروری ہے کہ اپنا عملی نمونہ اور موقع اور محل کے لحاظ سے بات ہو اور نرم زبان میں بات ہو اور تقویٰ کو سامنے رکھتے ہوئے یہ باتیں ہوں۔

پس یہ وہ خوبصورت طریقہ کار ہے جو عاجزی کے ساتھ دنیا میں نیکیاں پھیلانے کا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو فحشاء اور منکر سے بچنے کے لئے ایک نسخہ بھی عطا فرمایا ہے۔ اگر اس نسخہ کو صحیح استعمال کیا جائے تو انسان نہ صرف فحشاء اور منکر سے بچتا ہے بلکہ اپنی نسلوں کو بھی بچاتا ہے بلکہ دنیا کے لئے بھی ایک نمونہ بن کر اسے بھی تباہی کے گڑھے میں گرنے سے بچاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اُتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْکَ مِنَ الْکِتٰبِ وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ۔ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ۔ وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ۔ وَاللّٰہُ یَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ (العنکبوت:46) کہ تُو کتاب میں سے جو تیری طرف وحی کیا جاتا ہے پڑھ کر سنا اور نماز کو قائم کر۔ یقیناً نماز بے حیائی اور ناپسندیدہ بات سے روکتی ہے۔ اور اللہ کا ذکر یقیناً سب ذکروں سے بڑا ہے۔ اور اللہ جانتا ہے جو تم کرتے ہو۔

دوسری آیات میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو جو باجماعت نماز کا حکم دیا ہے اور اَقِمِ الصَّلٰوۃَ کا مطلب بھی باجماعت نماز ہی ہے۔ یہ جہاں آپس میں محبت اور مودّت پیدا کرتا ہے وہاں بے حیائیوں اور بدکاریوں سے انسان کو بچاتا ہے۔ نماز باجماعت کی صورت میں بہت سا وقت عبادت میں گزرے گا اور انسان برائیوں کے خیالات سے بھی بچے گا۔ پس اس کا حق ادا کرتے ہوئے عبادت کی جائے تو یہ یقیناً فحشاء اور منکر سے بچاتی ہے۔ برائی اور ناپسندیدہ باتوں سے روکتی ہے۔ اور مسجد میں آ کر بھی جو نماز اس سے نہ روکے جیسے بعض واقعات ہو جاتے ہیں ایک دوسرے کے خلاف کینہ اور بغض پیدا ہو رہا ہو اور باتیں کی جا رہی ہوں، مسجد سے باہر نکلیں تو سڑک پر لڑائیاں ہو رہی ہوں، لوگوں کے سامنے تماشا بنا ہو ایسی نمازیں تو پھر خود نماز پڑھنے والے کو بھی گناہگار کر رہی ہوں گی اور دنیاداروں کو بھی دین سے متنفر کر رہی ہوں گی جن کے سامنے آپ نے دین پیش کرنا ہے۔

ایک حدیث میں آتا ہے حضرت ابن عباس بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کی نماز اسے فحشاء اور منکر سے نہ روکے وہ اللہ تعالیٰ سے دُوری کے علاوہ کسی چیز میں نہیں بڑھتا۔

(تفسیر طبری جزء 20 صفحہ 180 مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت 2001ء)

پس نماز جو حقیقی نماز ہے جو خالص ہو کر اللہ تعالیٰ کے لئے پڑھی جاتی ہے فحشاء اور منکر سے روکتی ہے۔ لیکن اگر اس میں دنیا کی ملونی شامل ہو جائے جیسے ہم بعض مسلمان ملکوں میں دیکھتے ہیں، غیروں کی مساجد میں بعض لوگوں میں دیکھتے ہیں کہ نمازوں کے بعد ایک دوسرے پر کفر کے فتوے لگائے جاتے ہیں اور مغلظات بکی جاتی ہیں۔ ایسے نماز پڑھنے والوں کی نمازیں پھر انہیں فحشاء اور منکر سے نہیں روکتیں بلکہ انہیں مزید گناہگار بنا رہی ہوتی ہیں۔ ایسی نماز جو فحشاء اور منکر سے روکے اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والا بنانے والی ہو اس کی حالت بیان فرماتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’نماز میں لذت اور سرور بھی عبودیت اور ربوبیت کے ایک تعلق سے پیدا ہوتا ہے۔ جب تک اپنے آپ کو عدم محض یا مشابہ بالعدم قرار دے کر جو ربوبیت کا ذاتی تقاضا ہے نہ ڈال دے اس کا فیضان اور پرتَو اس پر نہیں پڑتا۔‘‘ عاجزی اور اپنے آپ کو کچھ نہ سمجھنا اور انکساری کی انتہا کرنا اس کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے کے لئے ایک کوشش کی ضرورت ہے تا کہ خدا تعالیٰ اس حقیقی نماز کا مزہ چکھائے جس سے اس کا فیضان حاصل ہوتا ہے اور فیضان اور اللہ تعالیٰ کا پرتَو اس پر پڑتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ: ’’......اگر ایسا ہو تو پھر اعلیٰ درجہ کی لذت حاصل ہوتی ہے جس سے بڑھ کر کوئی حظ نہیں ہے۔ اس مقام پر انسان کی روح جب ہمہ نیستی ہو جاتی ہے، (بالکل ختم ہو جاتی ہے) تو وہ خدا کی طرف ایک چشمہ کی طرح بہتی ہے اور ماسوی اللہ سے اسے انقطاع تام ہو جاتا ہے۔‘‘ بالکل کٹ جاتی ہے اللہ تعالیٰ کے علاوہ اس کے سامنے کوئی چیز ہی نہیں ہوتی۔ ’’اس وقت خدا تعالیٰ کی محبت اس پر گرتی ہے۔ اس اتصال کے وقت ان دو جوشوں سے جو اوپر کی طرف سے ربوبیت کا جوش اور نیچے کی طرف سے عبودیت کا جوش ہوتا ہے ایک خاص کیفیت پیدا ہوتی ہے۔ اس کا نام صلوٰۃ ہے۔ پس یہی وہ صلوٰۃ ہے جو سیّئات کو بھسم کر جاتی ہے اور اپنی جگہ ایک نور اور چمک چھوڑ دیتی ہے جو سالک کو راستے کے خطرات اور مشکلات کے وقت ایک منور شمع کا کام دیتی ہے اور ہر قسم کے خس و خاشاک اور ٹھوکر کے پتھروں اور خار و خس سے جو اس کی راہ میں ہوتی ہے آگاہ کر کے بچاتی ہے۔ اور یہی وہ حالت ہے جبکہ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ کا اطلاق اس پر ہوتا ہے کیونکہ اس کے ہاتھ میں نہیں اس کے دل میں ایک روشن چراغ رکھا ہوا ہوتا ہے اور یہ درجہ کامل تذلّل، کامل نیستی اور فروتنی اور پوری اطاعت سے حاصل ہوتا ہے۔ پھر گناہ کا خیال اسے کیونکر آ سکتا ہے اور انکار اس میں پیدا ہی نہیں ہو سکتا۔ فحشاء کی طرف اس کی نظر اٹھ ہی نہیں سکتی۔ غرض ایک ایسی لذّت ایسا سرور حاصل ہوتا ہے (کہ) میں نہیں سمجھ سکتا کہ اُسے کیونکر بیان کروں۔‘‘ (ملفوظات جلد اوّل صفحہ 165-166) اس کو بیان ہی نہیں کیا جا سکتا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’نماز بھی گناہوں سے بچنے کا ایک آلہ ہے۔ نماز کی یہ صفت ہے کہ انسان کو گناہ اور بدکاری سے ہٹا دیتی ہے۔ سو تم ویسی نماز کی تلاش کرو اور اپنی نماز کو ایسی بنانے کی کوشش کرو۔ نماز نعمتوں کی جان ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فیض اسی نماز کے ذریعہ سے آتے ہیں سو اس کو سنوار کر ادا کرو تا کہ تم اللہ تعالیٰ کی نعمت کے وارث بنو۔‘‘

(الحکم مورخہ 10 مارچ 1903ء جلد 7 شمارہ 9 صفحہ 8 کالم 2)

پھر فرمایا: ’’اِنَّ الْحَسَنَاتِ یُذْھِبْنَ السَّیِّئَاتِ یعنی نیکیاں یا نماز بدیوں کو دور کرتی ہے۔ یا دوسرے مقام پر فرمایا ہے نماز فواحش اور برائیوں سے بچاتی ہے۔ اور ہم دیکھتے ہیں کہ بعض لوگ باوجود نماز پڑھنے کے پھر بدیاں کرتے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ وہ نمازیں پڑھتے ہیں مگر نہ روح اور راستی کے ساتھ۔‘‘ (صحیح طریقے سے نہیں پڑھتے، وہ روح نہیں ہوتی جو نماز پڑھنے کے لئے ہونی چاہئے) ’’وہ صرف رسم اور عادت کے طور پر ٹکریں مارتے ہیں۔ ان کی روح مردہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا نام حسنات نہیں رکھا۔ اور یہاں جو حسنات کا لفظ رکھا اَلصَّلٰوۃ کا لفظ نہیں رکھا باوجودیکہ معنی وہی ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ تا نماز کی خوبی اور حسن و جمال کی طرف اشارہ کرے کہ وہ نماز بدیوں کو دُور کرتی ہے جو اپنے اندر ایک سچائی کی روح رکھتی ہے اور فیض کی تاثیر اس میں موجود ہے۔ وہ نماز یقیناً یقیناً برائیوں کو دور کرتی ہے۔ نماز نشست و برخاست کا نام نہیں ہے۔ نماز کا مغز اور روح وہ دعا ہے جو ایک لذّت اور سرور اپنے اندر رکھتی ہے۔ (ملفوظات جلد اوّل صفحہ 164)

پس ایسی نمازیں ہمیں ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے اور جب ایسی نمازیں ادا ہوں گی تو انسان بدیوں اور بدکرداری سے اور گناہ سے بچے گا اور بنی نوع انسان کے لئے بھی مفید وجود بنے گا۔ اس کی دعائیں پھر بنی نوع انسان کے لئے ٹھنڈی چھاؤں بن جائیں گی۔ اس زمانے میں دنیا پر احسان کرنے کے لئے یہی نمازیں اور دعائیں ہیں جو ہمیں پڑھنی چاہئیں تا کہ دنیا فحشاء اور منکر سے باہر آئے۔

پھر تیسری چیز جس سے اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں منع فرمایا ہے بَغْی ہے۔ اَلْبُغْیُ یا بَغْیٌ کے معنی کسی چیز کی طلب میں میانہ روی کی حد سے تجاوز کی خواہش کرنا

کے ہیں خواہ تجاوز کر سکے یا نہ۔ اور بَغْی کا استعمال کمیت اور کیفیت یعنی قدر اور وصف دونوں کے متعلق ہوتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ بَغَیْتُ الشَّیْءَ وَابْتَغَیْتُہٗ۔ کسی چیز کے حاصل کرنے میں جائز حد سے تجاوز کرنا۔ یَبْغُوْنَکُمُ الْفِتْنَۃَ۔ تم میں فساد ڈلوانے کی غرض سے۔ اور پھر اس کی آگے قسمیں بھی ہیں۔ بعض دفعہ اچھے معنوں میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ برے معنوں میں بھی۔ اَلْبَغْیُ حد سے تجاوز کرنا ہے۔ پھر اس کا معنی ظلم اور فساد بھی ہے۔ پھر اس کے معنی فساد کا ارادہ کرنا بھی ہے۔ پھر اس کا معنی حد سے تجاوز کرنا بھی ہے۔ پھر اس کا معنی حسد کرنا بھی ہے۔ اور گھوڑے کا بے چین ہونا اور اکڑنا بھی ہے۔ بارش کا بہت زیادہ برسنا بھی ہے۔

(مفردات امام راغب، اقرب الموارد زیر مادہ بغی)

حضرت ابن عباس کے حوالے سے جلال الدین سیوطی کہتے ہیں کہ اَلْبَغْیُ سے مراد تکبر اور ظلم بھی ہے۔

(تفسیر در منثور جلد 5 صفحہ 140 مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت 2001ء)

علامہ اسماعیل حقّی اس کے معنی لکھتے ہیں کہ لوگوں پر بغیر کسی وجہ کے ظلم کرنا۔ ان پر قابض ہونا۔ ان کے مقابل پر اپنی بڑائی کا اظہار کرنا۔ اور ان کے عیبوں کی ٹوہ میں رہنا۔ اور ان کی غیبت کرنا۔ اور طعن و تشنیع کرنا۔ اور حق کو چھوڑ کر باطل کی طرف تجاوز کرنے کو بَغْی کہتے ہیں۔

(تفسیر روح البیان جلد 5 صفحہ 73 مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 2003ء)

گو لغت میں بغی کا لفظ اچھے رنگ میں بھی اور مذموم دونوں طرح استعمال ہوتا ہے۔ مگر قرآن پاک میں اکثر جگہ مذموم کے لئے استعمال ہوئے ہیں جیسے فرمایا یَبْغُوْنَ فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ (یونس:24) وہ ملک میں ناحق شرارت کرنے لگتے ہیں۔ اِنَّمَا بَغْیُکُمْ عَلٰٓی اَنْفُسِکُمْ (یونس:24) تمہاری شرارت کا وبال تمہاری ہی جانوں پر ہوگا۔ ثُمَّ بُغِیَ عَلَیْہِ لَیَنْصُرَنَّہُ اللّٰہُ (الحج:61) کہ پھر اس شخص پر زیادتی کی جاتی ہے تو خدا اس کی مدد کرتا ہے۔ اِنَّ قَارُوْنَ کَانَ مِنْ قَوْمِ مُوْسٰی فَبَغٰی عَلَیْہِمْ (القصص:28) قارون موسیٰ علیہ السلام کی قوم میں سے تھا اور ان پر تعدی کرتا تھا۔

بہرحال جو آیت میں نے تلاوت کی ہے اس میں بھی اللہ تعالیٰ نے بَغْی کا لفظ استعمال کر کے اس سے روکا ہے اور یہ منفی معنوں میں ہی ہے۔ روایت میں آتا ہے حضرت عبد اللہؓ بن عمرو سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کونسا آدمی افضل ہے؟ آپ نے فرمایا صاف دل، زبان کا سچا۔ لوگوں نے کہا زبان کے سچے کو تو ہم پہچانتے ہیں لیکن صاف دل کون ہے؟ آپ نے فرمایا پرہیزگار پاک صاف جس کے دل میں نہ کوئی گناہ ہو، نہ بغاوت ہو اور نہ کینہ اور بغض ہو۔ اور نہ حسد ہو۔ (سنن ابن ماجہ کتاب الزھد باب الورع والتقویٰ حدیث 4216)

پھر ایک روایت ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مَا مِنْ ذَنْبٍ اَجْدَرُ اَنْ یُّعَجِّلَ اللّٰہُ لِصَاحِبِہِ الْعُقُوْبَۃَ فِی الدُّنْیَا مَعَ مَا یَدَّخِرُ لَہٗ فِی الْاٰخِرَۃِ مِثْلُ الْبَغْیِ وَقَطِیْعَۃِ الرَّحِمِ۔ بغاوت اور قطع رحمی کی مثال ایسے دو گناہوں کی ہے جن کے کرنے والوں کے لئے آخرت میں سزا کو ذخیرہ کرنے کے ساتھ ساتھ دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ جلد سزا دیتا ہے۔ پس قطع رحمی کرنا، رشتوں کو نہ نبھانا، چھوٹی چھوٹی باتوں پر رشتے کاٹ دینا۔

(سنن ابو داؤد کتاب الادب باب فی النھی عن البغی حدیث 4902)

بعض عورتیں خاص طور پر لکھتی ہیں کہ ان کے خاوند چھوٹی چھوٹی باتوں پر انہیں بھی قطع رحمی پر مجبور کرتے ہیں یا خود یہ رحمی رشتے چھوڑ دیتے ہیں۔ یا ان کو کہتے ہیں کہ تم نے اپنے رحمی رشتوں سے تعلق نہیں رکھنا۔ یہ گناہ ہے اور بَغْی کے زُمرہ میں آتا ہے۔

پھر ایک روایت ہے اُمّ المومنین حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بھلائی میں ثواب کے لحاظ سے تیز تر یہ دو چیزیں ہیں۔ نیکی کرنا اور صلہ رحمی کرنا۔ اور شر کی سزا کے لحاظ سے تیز تر یہ دو امر ہیں۔ بغاوت کرنا اور قطع تعلقی کرنا۔ (سنن ابن ماجہ کتاب الزھد باب البغی حدیث 4212) بہت زیادہ انذار ہے۔

ایک حدیث میں آتا ہے کہ حضرت واثلہ بن اسقع بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ایک مسلمان کا خون، اس کی عزت اور اس کا مال دوسرے مسلمان پر حرام ہے۔ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے۔ وہ اس پر ظلم نہیں کرتا اور نہ اسے مصیبت کے وقت چھوڑتا ہے۔ اور تقویٰ یہاں ہے۔ اور آپ نے اپنے ہاتھ سے دل کی طرف اشارہ کیا۔ فرمایا کہ کسی آدمی کے شریر ہونے کے لئے یہ کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی سے حقارت کے ساتھ پیش آئے۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 5 صفحہ 498 حدیث 16115 مطبوعہ عالم الکتب العلمیہ بیروت 1998ء)

دوسرے لفظوں میں اس سے باہر نکلنا باغی بنا دیتا ہے۔ آجکل جو مسلمان ایک دوسرے کے ساتھ کر رہے ہیں وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فتوے کے نیچے آتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی سزا کے مورد بننے والے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اُسوہ کیا ہے؟ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر قسم کے ظلم اور زیادتی سے بچنے کے لئے کس طرح دعا مانگا کرتے تھے؟ اس بارے میں ایک روایت میں ہے۔

حضرت اُمّ سلمہ بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے گھر سے نکلتے تو یہ دعا کرتے کہ اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں اس سے کہ مَیں گمراہ ہو جاؤں یا مَیں پھسل جاؤں یا مَیں ظلم کروں یا میرے پر ظلم کیا جائے۔ یا مَیں جہالت کروں یا مجھ سے جہالت کا سلوک کیا جائے۔

(سنن ابو داؤد کتاب الادب باب مایقول اذا خرج من بیتہ حدیث 5094)

پس اس میں نفس کے شر سے بچنے اور گمراہی سے بچنے اور ظلم کرنے سے بچنے اور ظالم کے شر سے بچنے کے لئے تمام باتوں کا ذکر آ گیا بلکہ ہر قسم کی برائی سے بچنے کا ذکر آ گیا۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ عامر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت نعمان بن بشیر سے سنا وہ کہتے تھے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حلال بھی ظاہر ہے اور حرام بھی ظاہر ہے اور ان دونوں کے درمیان شبہ والی کچھ باتیں ہیں۔ اکثر لوگ انہیں نہیں جانتے۔ پس جو اِن مشتبہ باتوں سے بچا اس نے اپنے دین اور اپنی آبرو کو محفوظ رکھنے کے لئے پوری احتیاط سے کام لیا اور جو اِن مشتبہ امور میں جا پڑا تو وہ اس چرواہے کی مانند ہے جو اپنے ریوڑ رَکھ کے آس پاس چرا رہا ہے۔ (سرکاری رَکھ ہے) اور قریب ہے کہ اس میں ریوڑ جا پڑے۔ دیکھو ہر بادشاہ کی ایک رَکھ ہوتی ہے۔ (اس کا اپنا علاقہ ہوتا ہے جس میں جانا منع ہے۔) خیال رکھنا کہ اللہ تعالیٰ کی رَکھ اس کی زمین میں اس کی حرام کی ہوئی باتیں ہیں۔ (جن چیزوں سے اللہ تعالیٰ نے منع کیا ان کو کرنا یہ اللہ تعالیٰ کی رَکھ میں جانا اور زیادتی کرنا ہے اور اس کی سزا بھی ملتی ہے۔) فرمایا خبردار! اور جسم میں ایک گوشت کا ٹکڑا ہے۔ اگر وہ ٹھیک ہے تو سارا جسم ٹھیک رہتا ہے۔ اگر وہ بگڑ جائے تو سارا جسم بگڑ جاتا ہے۔ تمہیں معلوم ہے کہ وہ دل ہے۔

(صحیح البخاری کتاب الایمان باب فضل من استبراء لدینہ حدیث 52)

پس یہ گوشت کا ٹکڑا جو ہے دل ہی ہے اور جب دل بگڑتا ہے تو فحشائ اور مُنکَر اور بَغْی سب انسان پر قبضہ جما لیتے ہیں۔ اور ان چیزوں سے انسان تبھی بچ سکتا ہے جب اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہو۔ اللہ تعالیٰ سے جب انسان مانگے تبھی بچ سکتا ہے۔ اس کی طرف جھکے۔ اور آجکل تو ہر قدم پر یہ چیزیں موجود ہیں جو اللہ تعالیٰ کی رَکھ پہ لے جانے والی ہیں اور شیطان پوری قوت سے اپنے حملے کر رہا ہے۔ مختلف ذرائع ایسے ہیں جو پہلے فحشاء کی طرف لے جاتے ہیں۔ دین سے، اعلیٰ خُلق سے پیچھے ہٹانا شروع کر دیتے ہیں۔ دین کی بعض باتوں پر اعتراض پیدا ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ حالانکہ اسلام ایک ایسا دین ہے جو انسانی فطرت کے مطابق ہے۔ اور جب دجّال کے دجل میں آ کر شیطان کی باتوں میں آ کر جب چھوٹی چھوٹی باتوں سے انسان ہٹتا ہے تو پھر بڑی باتوں کو بھی یا اللہ تعالیٰ کی نواہی جو ہیں جن سے روکا گیا ہے پھر ان کو بھی کرنے لگ جاتا ہے۔ پھر بعض باتوں پر اعتراض کر کے دین سے مزید دور ہو جاتا ہے اور پھر بغاوت اور دین سے دُوری یہ ہوتی ہے کہ پھر دین کو ایک بوجھ سمجھنا شروع ہو جاتا ہے۔ اس سے بغاوت شروع ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے احکامات پر یا دین کے احکامات پر اعتراض شروع ہو جاتا ہے۔ اور بغاوت یہاں تک چلی جاتی ہے کہ پھر خدا تعالیٰ کے وجود سے ہی انسان منحرف ہو جاتا ہے۔ اور یہ جو دنیا دین سے ہٹ رہی ہے اس کی یہی وجہ ہے۔ کئی مسلمان بھی ایسے ہیں جن کو دینی احکامات کی سمجھ نہیں آتی تو سمجھتے ہیں کہ دین نئے زمانے کے لئے موزوں نہیں ہے اس میں تبدیلی کی ضرورت ہے۔ بلکہ صاف کہتے ہیں کہ ہم مسلمان اپنے نام کی وجہ سے ہیں یا جس خاندان میں پیدا ہوئے اس کی وجہ سے ہیں ورنہ اسلام پر ہمیں یقین کوئی نہیں۔ مجھے ایسے لوگ ملتے رہتے ہیں تو ایسے حالات میں احمدیوں کو تو خاص طور پر کوشش کرنے کی ضرورت ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے عہد پر پہلے سے بڑھ کر قائم ہونا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی رَکھ کا خیال رکھیں اور اپنے دل کو خدا تعالیٰ کی طرف پہلے سے بڑھ کر جھکائیں۔

ایک روایت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دعا بھی ملتی ہے۔ حضرت ابن عباس کی روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دعا میں یہ فرماتے تھے کہ اے میرے رب! میری مدد کر اور میرے خلاف کسی کی مدد مت کر اور میری تائید کر اور میرے مقابل کسی کی تائید مت کر اور میرے لئے تدبیر کر اور میرے خلاف تدبیر مت کر۔ اور مجھے ہدایت دے اور ہدایت کو میرے لئے آسان کر دے۔ اور اس شخص کے مقابلے میں جو مجھ پر ظلم کرے میری مدد کر۔ اے میرے رب مجھ کو اپنا شکر کرنے والا بنا۔ اور اپنا یاد کرنے والا بنا۔ اور اپنے سے ڈرنے والا اور اپنا تابعدار اور اپنی طرف گڑگڑانے والا بنا۔ نرم دل اور جھکنے والا بنا۔ اے میرے رب میری توبہ قبول کر اور میرے گناہ دھو ڈال اور میری دعا قبول کر اور میرے دل کو ہدایت دے اور میری زبان کو مضبوط کر اور میری دلیل کو مستحکم کر اور میرے دل سے بغض کو نکال دے۔

(سنن ابو داؤد کتاب الوتر باب مایقول الرجل اذا سلم حدیث 1510)

پس یہ دعا ایمان میں مضبوطی کے لئے کرنی چاہئے۔ بڑی وسیع دعا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’چاہئے کہ تمام انسانوں کی ہمدردی تمہارا اصول ہو اور اپنے ہاتھوں اور اپنی زبانوں اور اپنے دل کے خیالات کو ہر ایک ناپاک منصوبہ اور فساد انگیز طریقوں اور خیانتوں سے بچاؤ۔ خدا سے ڈرو اور پاک دلی سے اس کی پرستش کرو اور ظلم اور تعدّی اور غبن اور رشوت اور حق تلفی اور بے جا طرفداری سے باز رہو۔ اور بد صحبت سے پرہیز کرو۔ اور آنکھوں کو بدنگاہوں سے بچاؤ۔ اور کانوں کو غیبت سننے سے محفوظ رکھو۔ اور کسی مذہب اور کسی قوم اور کسی گروہ کے آدمی کو بدی اور نقصان رسانی کا ارادہ مت کرو۔‘‘ کسی مذہب کسی گروہ کے آدمی کسی قوم اور کسی مذہب کسی قوم اور کسی گروہ کے آدمی کو بدی اور نقصان رسانی کا ارادہ مت کرو۔ کسی کو نقصان پہنچانے کا ارادہ کبھی نہ کرو‘‘ اور ہر ایک کے لئے سچے ناصح بنو اور چاہئے کہ فساد انگیز لوگوں اور شریر اور بدمعاشوں اور بدچلنوں کو ہرگز تمہاری مجلس میں گزر نہ ہو۔ ہر ایک بدی سے بچو اور ہر ایک نیکی کے حاصل کرنے کے لئے کوشش کرو۔ اور چاہئے کہ تمہارے دل فریب سے پاک اور تمہارے ہاتھ ظلم سے بری اور تمہاری آنکھیں ناپاکی سے منزّہ ہوں اور تم میں کبھی بدی اور بغاوت کا منصوبہ نہ ہونے پاوے اور چاہئے کہ تم اس خدا کے پہچاننے کے لئے بہت کوشش کرو جس کا پانا عین نجات اور جس کا ملنا عین رستگاری ہے۔ وہ خدا اسی پر ظاہر ہوتا ہے جو دل کی سچائی اور محبت سے اس کو ڈھونڈتا ہے۔ وہ اسی پر تجلّی فرماتا ہے جو اسی کا ہو جاتا ہے۔ وہ دل جو پاک ہیں وہ اس کا تخت گاہ ہیں۔ اور وہ زبانیں جو جھوٹ اور گالی اور یاوہ گوئی سے منزّہ ہیں وہ اس کی وحی کی جگہ ہیں۔ اور ہر ایک جو اس کی رضا میں فنا ہوتا ہے اس کی اعجازی قدرت کا مظہر ہو جاتا ہے۔‘‘

(کشف الغطاء، روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 187-188)

پھر ایک دوسری جگہ آپ نے فرمایا کہ:

’’اے میری جماعت خدا تعالیٰ آپ لوگوں کے ساتھ ہو۔ وہ قادر کریم آپ لوگوں کو سفرِ آخرت کے لئے ایسا تیار کرے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب تیار کئے گئے تھے۔ خوب یاد رکھو کہ دنیا کچھ چیز نہیں ہے۔ لعنتی ہے وہ زندگی جو محض دنیا کے لئے ہے اور بدقسمت ہے وہ جس کا تمام ہمّ و غم دنیا کے لئے ہے۔ ایسا انسان اگر میری جماعت میں ہے تو وہ عبث طور پر میری جماعت میں اپنے تئیں داخل کرتا ہے کیونکہ وہ اس خشک ٹہنی کی طرح ہے جو پھل نہیں لائے گی۔

اے سعادتمند لوگو! تم زور کے ساتھ اس تعلیم میں

داخل ہو جو تمہاری نجات کے لئے مجھے دی گئی ہے۔ تم خدا کو واحد لاشریک سمجھو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک مت کرو۔ نہ آسمان میں سے، نہ زمین میں سے۔ خدا اسباب کے استعمال سے تمہیں منع نہیں کرتا۔ لیکن جو شخص خدا کو چھوڑ کر اسباب پر ہی بھروسہ کرتا ہے وہ مشرک ہے۔'' (صرف دنیا ہی کی چیزوں پر بھروسہ کرنے والا جو ہے وہ مشرک ہے۔) ''قدیم سے خدا کہتا چلا آیا ہے کہ پاک دل بننے کے سوا نجات نہیں۔ سو تم پاک دل بن جاؤ اور نفسانی کینوں اور غصّوں سے الگ ہو جاؤ۔ انسان کے نفس امّارہ میں کئی قسم کی پلیدیاں ہوتی ہیں مگر سب سے زیادہ تکبّر کی پلیدی ہے۔ اگر تکبر نہ ہوتا تو کوئی شخص کافر نہ رہتا۔ سو تم دل کے مسکین بن جاؤ۔ عام طور پر بنی نوع کی ہمدردی کرو۔ جبکہ تم انہیں بہشت دلانے کے لئے وعظ کرتے ہو سو یہ وعظ تمہارا کب صحیح ہو سکتا ہے اگر تم اس چندروزہ دنیا میں ان کی بدخواہی کرو۔ خدا تعالیٰ کے فرائض کو دلی خوف سے بجا لاؤ کہ تم ان سے پوچھے جاؤ گے۔ نمازوں میں بہت دعا کرو کہ تا خدا تمہیں اپنی طرف کھینچے اور تمہارے دلوں کو صاف کرے کیونکہ انسان کمزور ہے۔ ہر ایک بدی جو دُور ہوتی ہے وہ خدا تعالیٰ کی قوت سے دُور ہوتی ہے اور جب تک انسان خدا سے قوت نہ پاوے کسی بدی کے دُور کرنے پر قادر نہیں ہو سکتا۔ اسلام صرف یہ نہیں ہے کہ رسم کے طور پر اپنے تئیں کلمہ گو کہلاؤ بلکہ اسلام کی حقیقت یہ ہے کہ تمہاری روحیں خدا تعالیٰ کے آستانہ پر گر جائیں اور خدا اور اس کے احکام ہر ایک پہلو کے رُو سے تمہاری دنیا پر تمہیں مقدم ہو جائیں۔''

(تذکرۃ الشہادتین، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 63)

اللہ تعالیٰ کرے کہ ہم میں سے ہر ایک ان لوگوں میں شامل ہو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق اللہ تعالیٰ کی رَکھ میں قدم نہ رکھیں اور ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے حکموں پر عمل کرتے ہوئے فحشاء سے بھی بچنے والے ہوں۔ کبھی منکرین میں شامل نہ ہوں اور کبھی دل میں اللہ تعالیٰ کے حکموں سے نافرمانی کا خیال نہ آئے۔ یہی وہ مقصد ہے جس کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آئے تھے اور یہی وہ مقصد ہے جس کے حصول کے لئے ہم آپ کی بیعت میں شامل ہوئے ہیں۔ آپ نے کئی جگہ فرمایا ہے کہ مجھے زیادہ فکر ایمان اور اخلاق کی درستی کی ہے۔ صرف تعداد بڑھانے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ اگر ایمان اور اخلاق میں ترقی نہیں ہے تو اس کا کوئی فائدہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ ہم میں سے ہر ایک اس معیار کو حاصل کرنے والے ہوں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم سے چاہتے ہیں۔

اب ہم دعا کریں گے۔ اللہ تعالیٰ سب کو جلسہ کی برکات سے دائمی فائدہ اٹھانے والا بنائے۔ جو اپنی خواہش کے باوجود نہیں آ سکے اللہ تعالیٰ انہیں بھی ان برکات سے حصہ دے۔ ایم ٹی اے کے ذریعہ دنیا بھر میں جو احمدی اس جلسہ میں شامل ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو بھی ان برکات سے نوازے۔ اللہ تعالیٰ اسیران راہ مولیٰ کی جلد رہائی کے سامان پیدا فرمائے۔ جن جن ملکوں میں احمدیوں پر سختیاں وارد کی جارہی ہیں اللہ تعالیٰ انہیں دشمنوں کے شر سے محفوظ رکھے۔ شہداء کے درجات بلند فرمائے اور ان کی نسلوں کو بھی ایمان اور اخلاص میں بڑھائے۔ دنیا بھر میں پھیلے ہوئے تمام مبلغین سلسلہ، مربیان اور معلّمین کو پہلے سے بڑھ کر اخلاص و وفا کے ساتھ کام کرنے کی توفیق دیتا چلا جائے۔ جو بیعتیں حاصل ہو رہی ہیں اللہ تعالیٰ ان کی صحیح تربیت کرنے کی ہمیں توفیق عطا فرمائے اور ان نئے شامل ہونے والوں کے ایمان اور ایقان میں ترقی عطا فرمائے۔ تمام جماعتی کارکنان کو تقویٰ پر چلتے ہوئے کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ جماعت کے تمام کارکنان کو، جلسے کے تمام کارکنان کو اللہ تعالیٰ جزا دے اور اب وَائنڈ اَپ کے کام کرنے والی جو ٹیم ہے انہیں بھی احسن رنگ میں خدمت کی توفیق عطا فرمائے اور اپنی حفاظت میں رکھے۔

اللہ تعالیٰ آپ سب کو اپنی حفاظت میں رکھے اور خیریت سے اپنے اپنے گھروں میں جائیں۔ اب دعا کرلیں۔

(دعا)

(دعا کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا)

السلام علیکم۔ حاضری جو انہوں نے دی ہے اس کے مطابق اس سال جلسہ میں 38510 افراد شامل ہوئے اور 115 ممالک کی نمائندگی ہے۔ پچھلے سال 114 ممالک کی نمائندگی تھی اور 37393 کی حاضری تھی۔

......☆......☆......☆......

خطبہ نکاح

فرمودہ سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مؤرخہ 08/جولائی 2017ء بروز ہفتہ مسجد فضل لندن میں درج ذیل نکاحوں کا اعلان فرمایا۔ تشہد و تعوذ اور مسنون آیات قرآنیہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اس وقت میں چند نکاحوں کے اعلان کروں گا۔

پہلا نکاح عزیزہ امۃ الناصر مناہل (واقفہ نو) کا ہے جو خالد احمد صاحب (انچارج رشین ڈیسک یوکے) کی بیٹی ہیں۔ خالد صاحب رشیا میں کافی عرصہ مبلغ بھی رہے ہیں۔ وہاں زبان سیکھی۔ اب یہاں رشین ڈیسک میں کتابوں کے ترجمہ وغیرہ کا کام کر رہے ہیں۔ یہ نکاح عزیزم وجاہت احمد کے ساتھ ساڑھے تین ہزار یورو حق مہر پر طے پایا ہے، جو جامعہ جرمنی سے گزشتہ سال فارغ ہوئے ہیں اور سعادت احمد خالد صاحب کے بیٹے ہیں۔

حضور انور نے فریقین میں ایجاب و قبول کروایا اور اس کے بعد دلہن کے والد صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا: میں دیکھ رہا تھا کہ آپ کے نام میں کوئی کمی رہ گئی ہے، رانا خالد نہیں لکھا ہوا۔ اور پھر اگلے نکاح کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا:

اگلا نکاح عزیزہ ثنا ارشد کا ہے جو خالد نبیل ارشد کی بیٹی ہیں۔ نبیل ارشد بھی تقریباً ہر ہفتہ یا جب بھی ضرورت پڑے اپنے آپ کو وقف عارضی کے لیے پیش کرتے ہیں۔ عبدالباقی ارشد صاحب کے بیٹے ہیں۔ اور بچی عبدالباقی ارشد صاحب کی پوتی خالد نبیل ارشد کی بیٹی ہے۔ یوکے کا پرانا رہنے والا خاندان ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے دین کی خدمت کرنے والا خاندان ہے۔ یہ نکاح عزیزم فہیم مظفر احمد کے ساتھ پندرہ ہزار پاؤنڈ حق مہر پر طے پایا ہے، جو واقفِ نَو ہیں اور چوہدری کلیم اللہ انجم صاحب کے بیٹے ہیں۔

اس کے بعد حضور انور نے فریقین میں ایجاب و قبول کروایا اور فرمایا:

اگلا نکاح عزیزہ مدیحہ طاہر کا ہے جو طارق وسیم طاہر صاحب سویڈن کی بیٹی ہیں۔ یہ عزیزم انعام احمد طاہر (واقف نو) کے ساتھ دس ہزار پاؤنڈ حق مہر پر طے پایا ہے، جو عبدالقادر طاہر صاحب صدر جماعت بالہم (Balham) کے بیٹے ہیں۔ دلہن کے وکیل ان کے بھائی نعیم احمد طاہر صاحب ہیں۔

حضور انور نے فریقین میں ایجاب و قبول کروایا اور فرمایا:

اگلا نکاح عزیزہ برہ عبدل بنت مکرم عبدالوحید صاحب (کرائیڈن) کا ہے جو عزیزم شہروز احمد خان (واقف نو) کے ساتھ دس ہزار پاؤنڈ حق مہر پر طے پایا ہے۔ جو احسان الصمد خان صاحب کے بیٹے ہیں۔

حضور انور نے فریقین میں ایجاب و قبول کروایا اور فرمایا:

اگلا نکاح عزیزہ سائرہ ماجد کا ہے جو عبدالماجد صاحب کی بیٹی ہیں اور یہ عزیزم عبدالغافر کے ساتھ چھ ہزار پاؤنڈ حق مہر پر طے پایا ہے، جو مکرم عبدالباسط صاحب کے بیٹے ہیں۔

اس نکاح کے فریقین میں ایجاب و قبول کروانے کے بعد حضور انور نے دریافت فرمایا: ہو گئے پورے؟ محترم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری کے اثبات میں جواب عرض کرنے پر حضور انور نے ان تمام رشتوں کے بابرکت ہونے کیلئے دعا کروائی اور ان نکاحوں کے فریقین کو شرف مصافحہ بخشا۔

مرتبہ: ظہیر احمد خان، مربی سلسلہ

انچارج شعبہ ریکارڈ دفتر پی۔ایس لندن)

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 31/مئی 2019)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''وہ وقت دُور نہیں بلکہ بہت قریب ہے کہ جب تم فرشتوں کی فوجیں آسمان سے اُترتی اور ایشیا اور یورپ اور امریکہ کے دلوں پر نازل ہوتی دیکھو گے''

(فتح اسلام، رُ خ، ج۔3، صفحہ 12، حاشیہ)

طالب دُعا: افراد خاندان محترم ڈاکٹر خورشید احمد صاحب مرحوم جماعت احمدیہ ارول بہار

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

''حصول دُنیا میں اصل غرض دین ہو اور ایسے طور پر دُنیا کو حاصل کیا جاوے کہ وہ دین کی خادم ہو۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 5/مئی 2017)

طالب دُعا: مقصود احمد قریشی ولد مکرم محمد عبید اللہ قریشی اینڈ فیملی و افراد خاندان (جماعت احمدیہ بنگلور)

کلامُ الامام

''اسلام حقیقی معرفت عطا کرتا ہے جس سے انسان کی گناہ آلود زندگی پر موت آجاتی ہے۔''

(ملفوظات جلد 4، صفحہ 344)

طالب دعا: ناصر احمد ایم۔بی (R.T.O) ولد مکرم بشیر احمد ایم۔اے (جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک)

کلامُ الامام

''تمہارا اُسوہ وہ لوگ ہیں جن کیلئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کوئی تجارت اور بیع وشریٰ انہیں ذکر اللہ سے نہیں روکتا۔''

(ملفوظات، جلد 5، صفحہ 104)

طالبِ دُعا: مقصود احمد ڈار ولد مکرم محمد شہبان ڈار، ساکن شورت، تحصیل و ضلع کولگام (جموں کشمیر)

کلامُ الامام

''اس نسخہ کو ہمیشہ یاد رکھو اور اس سے فائدہ اُٹھاؤ کہ جب کوئی دُکھ یا مصیبت پیش آوے تو فوراً نماز میں کھڑے ہو جاؤ۔''

(ملفوظات، جلد 5، صفحہ 96)

طالبِ دُعا: الٰہ دین فیملیز اور بیرون ممالک کے عزیز رشتہ دار و دوست نیز مرحومین کرام

ارشاد باری تعالیٰ

رَبَّنَاۤ اِنَّنَاۤ اٰمَنَّا فَاغۡفِرۡ لَنَا ذُنُوۡبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ (آل عمران:17)

اے ہمارے ربّ! یقیناً ہم ایمان لے آئے

پس ہمارے گناہ بخش دے اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔

طالب دُعا: نورالہدیٰ، جماعت احمدیہ سملیہ (صوبہ جھارکھنڈ)

کلامُ الامام

ایک مسلمان کو حقوق اللہ اور حقوق العباد کو پورا کرنے کے واسطے ہمہ تن تیار رہنا چاہئے

(ملفوظات، جلد 5 صفحہ 407)

طالب دُعا: نصیر احمد، جماعت احمدیہ بنگلور (صوبہ کرناٹک)

Zaid Auto Repair
زید آٹو رِپیئر

Mob. 9041492415 - 9779993615

Deals in: Repair of All Types of 4 Stroke & 2 Stroke Vehicles
Shop No. 7, Front of Guru Nanak Filling Station
Harchowal Road, White Avenue Qadian
طالب دعا: صالح محمد زید مع فیملی، افراد خاندان و مرحومین

آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS

16 مینگو لین کلکتہ 70001

دکان: 2248-5222 , 2248-16522243-0794
رہائش: 2237-0471, 2237-8468

ارشادِ نبوی ﷺ

خَیْرُ الزَّادِ التَّقْوٰی

(سب سے بہتر زادِ راہ تقویٰ ہے)

طالب دُعا: اراکین جماعت احمدیہ ممبئی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

وَسِّعْ مَکَانَکَ
الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

Courtesy: Alladin Builders
e-mail: khalid@alladinbuilders.com

IMPERIAL GARDEN FUNCTION HALL

a desired destination
for royal weddings & celebrations.
 # 2 - 14 -122 / 2 - B , Bushra Estate
HYDRABAD ROAD, YADGIR - 585201
Contact Number : 09440023007, 08473296444

Ahmad Travels Qadian

Foreign Exchange-Western Union
Money Gram-X Press Money
Holidays, Air Ticket, Rail, Cars, Buses
Contact : 9815665277
Propritor : Nasir Ibrahim
(Ahmadiyya Chowk, Qadian, India)

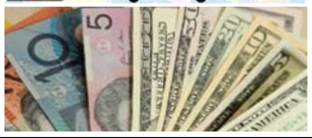

Prop. Mir Ahmed Ashfaq | Cell: 9701226686, 7702164917, 7702164912

A.S.
WEIGH BRIDGE
100 TONS ELECTRONIC TRAILER
WEIGH BRIDGE
NATIONAL HIGHWAY 44, KURNOOL ROAD, JEDCHARLA

NAVNEET JEWELLERS نونیت جیولرز

Manufacturers of All Kinds of Gold and Silver Ornaments

خالص سونے اور چاندی کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
'الیس اللہ بکافٍ عبدہٗ' کی دیدہ زیب انگوٹھیاں
اور لاکٹ وغیرہ احمدی احباب کیلئے خاص

Main Bazar Qadian (Gsp) Punjab (Ph. 01872-220489, (R) 220233

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نسخہ

سرمہ نور۔ کاجل۔ حبّ اٹھرہ (شادی کے بعد اولاد سے محروم کیلئے) زد جام عشق (اعصابی کمزوری وشوگر کیلئے) رابطہ کریں۔

رابطہ: عبدالقدوس نیاز
098154-09445

ملنے کا پتہ: دُکان چوہدری بدرالدین عامل صاحب درویش مرحوم
احمدیہ چوک قادیان ضلع گورداسپور (پنجاب)

مالک رام دی ہٹی مین بازار قادیان
Malik Ram Di Hatti, Main Bazar, Qadian

کمپنی کے اُونی، ریشمی بڑھیا کپڑے خریدنے کیلئے تشریف لائیں
098141-63952
نوٹ: پرانی دوکان بدل کر سامنے نئے شوروم میں چلی گئی ہے۔

Pro. B.S.Abdul Raheem
S.A. POULTRY HOUSE
Broiler Integration & Feeds
(Godrej Agrovet Ltd)

Office Address :
Cuttlery Building
Opp Pvt Bus Stand, Nellikatte, PUTTUR
Contact No : 9164441856, 9740221243

GRIP HOME
PROPERTY MANAGEMENT

طالب دعا
Mohammed Anwarullah
Managing Partner
+91-9980932695

#4, Delhi Naranappa Street
R.S. Palya, Kammanahalli
Main Road, Bangalore - 560033
E-Mail : anwar@griphome.com
www.griphome.com

MBBS IN BANGLADESH

Why MBBS in Bangladesh?
• Secure Enviroment • Education at par with India • Food habits same as in India • Nearest to India, one can travel by road, by train & by air also • Good Faculty & Infrastructure

DEGREE RECOGNISED BY MCI/IMED/OTHER WORLD BODIES

The Admissions avaliable in following Medical Colleges
• Bangladesh Medical College Dhaka • Dhaka Community Medical College Dhaka • Dhaka National Medical College Dhaka • Holy Family Medical College Dhaka • Community Based Medical College Mymensingh • Monno Medical College Maniknagar • Uttara Adhynukh Medical College Dhaka • Tairunessa Medical College Dhaka • International Medical College Dhaka • TMSS Medical College Bogra • Green Life Medical College Dhaka • Popular Medical College Dhaka • Anwar Khan Modern Medical College Dhaka • Diabetic Medical College Faridpur • Ragaeb Rabeya Medical College Dhaka

Some of the Women's Medical Colleges are
• Addin Womens Medical College • Addin Sakina Medical College Jessore • Sylhet Womnes Medical College Sylhet • Z.H.Sikder Womens Medical College Dhaka • Uttara Womens Medical College Dhaka

Bilal Mir
Needs Education Kashmir
An ISO 9001:2008Certified consultancy
Qureshi Building Opposite Akhara Building Budshah chowk Srinagar-190001,Kashmir India
Mobile : +91 - 9419001671 & 9596580243

Valiyuddin
+ 91 99000 77866

FAWWAZ OUD & PERFUMES
No. 44, Castle Street, Ashoknagar,
Opp. Hotel Empire, Bengaluru - 560 025.
+91 80 41241414
valiyuddin@fawwazperfumes.com
www.fawwazperfumes.com

FAWWAZ

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

’’اگر تم چاہتے ہو کہ تمہیں فلاح دارین حاصل ہو اور لوگوں کے دلوں پر فتح پاؤ تو پاکیزگی اختیار کرو، اپنے تئیں سنوارو اور دوسروں کو اپنے اخلاق فاضلہ کا نمونہ دکھاؤ تب البتہ کامیاب ہو جاؤ گے۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ یکم جنوری 2016)

طالب دعا: صبیحہ کوثر، جماعت احمدیہ بھونیشور (صوبہ اڈیشہ)

JMB RICE MILL (Pvt) Ltd.

Love For All, Hatred For None

AT. TISALPUR. P.O RAHANJA
DIST. BHADRAK, PIN-756111
STD: 06784, Ph: 230088
TIN : 21471503143

JMB

Love for All Hatred for None

99493-56387
99491-46660
Prop:Muhammad Saleem

MASROOR HOTEL

TEA, TIFFIN, MEALS, CHICKEN-BIRYANI, FAST-FOOD AVAILABLE HERE

Near Naidu Petrol Pump, Khammam Rd. Warangal (Telengana)

طالب دعا: محمد سلیم (جماعت احمدیہ ورنگل، صوبہ تلنگانہ)

MARIYAM ENTERPRISES
SECURITY WITH COMFORT

Baseer Ahmed
9505305382, 9100329673
email: baseernafe.ahmed@gmail.com

CCTV SOLUTIONS

DVR • NETWORK VIDEO RECORDER • ATTENDANCE MACHINE
ELECTRONIC SECURITY LOCKS • VIDEO DOOR PHONES • HD CCTV CAMERAS

طالب دعا: بصیر احمد جماعت احمدیہ چنتہ کنٹہ (ضلع محبوب نگر) صوبہ تلنگانہ

NAIEM GARMENTS QILA BAZAR (POONCH) J&K

All kinds of Readymade Garments

Prop : MOHAMMAD SHER Contact : 9596748256

وَسِّعْ مَکَانَکَ الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

G.M. BUILDERS & DEVELOPERS
RAICHURI CONSTRUCTION
SINCE 1985

OFFICE:
PLOT NO.6 DURGA SADAN TARUN BHARAT CO.OP
HSG. SOC, NEAR CIGARETTE FACTORY,
CHAKALA, ANDHERI (EAST), MUMBAI-400069
TEL 28258310, MOB. 09987652552
E-MAIL: RAICHURI.CONSTRUCTION@GMAIL.COM

Prop. Zuber
Cell : 9886083030
9480943021

ಜುಬೇರ್

ZUBER ENGINEERING WORKS

Body Building & All Type of Welding and Grill Works

HATTIKUNI CROSS ROAD YADGIR

طالب دعا: شیخ سلطان احمد ایسٹ گوداوری (صوبہ آندھرا پردیس)

99633 83271 Pro. SK.Sultan 97014 62176

Oxygen Nursery
All kind of Plants are Available.

➤ Rajahmundry
➤ Kadiyapu lanka, E.G.dist.
➤ Andhra Pradesh 533126.
➤ #email. oxygennursery786@gmail.com

Love for All...Hatred for None

INDIAN ROLLING SHUTTERS
WHOLESALE DEALER
SUPPLIERS OF ALL SPARES PARTS OF ROLLING SHUTTERS
Specialist in : GEAR & REMOTE SHUTTERS

Prop : HAMEED AHMAD GHOURI
Add : Beside Andhra Bank, Balapur X Road, Hyderabad (T.S)
Mobile : 09849297718

New Lords Shoe Co. Mob.8978952048

Malakpet Opp.Vani College, Hyderabad (Telangana)

action Bata Paragon VKC pride

طالب دعا: عطیہ پروین، فرزند، نوید عالم، مبارک احمد، محمود احمد اینڈ فیملی و افراد خاندان جماعت احمدیہ حیدر آباد

EHSAN
DISH SERVICE CENTER
Opp. Four Storey Civil Lines Qadian
All types of Dish & Mobile Recharge
(MTA کا خاص انتظام ہے)
Mobile : 9915957664, 9530536272

طالب دعا: اقبال احمد ضمیر فلک نما، حیدر آباد (صوبہ تلنگانہ)

KONARK Nursery Hyderabad

MUZAMMIL AHMED
Mobile: +91 99483 70069
konarknursery@gmail.com
www.facebook.com/konarknursery
www.konarknursery.com

Plants for Seasons & Reasons...
Cactus . Seculents . Seeds
Landscaping – Rental Plants – Exports – Imports

SUIT SPECIALIST
Proprietor
SYED ZAKI AHMAD
Bandra, Mumbai
Mobile : 09867806905

J.K. Jewellers - Kashmir Jewellers

جے کے جیولرز۔ کشمیر جیولرز
چاندی اور سونے کی انگوٹھیاں خاص احمدی احباب کیلئے

Shivala Chowk Qadian (India)
Ph. (S) 01872 -224074, (M) 98147-58900,
E-mail: jk_jewellers@yahoo.com
Mfrs & Suppliers of : Gold and Silver Diamond Jewellery

نماز جنازہ

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 18 فروری 2019 کو نماز ظہر سے قبل محمود ہال (مسجد فضل لندن) میں تشریف لا کر درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ حاضر و غائب پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر:

مکرم محمد نعیم خان صاحب (لندن)

10 فروری 2019 کو ہارٹ اٹیک سے 61 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم نے پسماندگان میں ایک بیٹی اور تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

نماز جنازہ غائب:

1۔ مکرمہ سلیمہ طاہرہ صاحبہ اہلیہ مکرم محمد اسلم صابر صاحب (استاد جامعہ احمدیہ کینیڈا)

30 جنوری 2019 کو 82 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ نے واقف زندگی میاں کا ہر مرحلہ پر ساتھ دیا اور گھر کو سمجھداری سے سنبھالا۔ مرحومہ بہت نیک، مخلص اور باوفا خاتون تھیں۔ کینیڈا آنے کے بعد عزیزوں سے رقوم اکٹھی کر کے پاکستان میں غربا کے لیے بھجواتی تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں میاں کے علاوہ چار بیٹیاں اور چار بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کے ایک نواسے مکرم اظہر احمد گورایہ صاحب مبلغ سلسلہ آج کل میکسیکو میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

2۔ مکرم لفٹیننٹ جنرل محمود الحسن صاحب (راولپنڈی)

26 جنوری 2019 کو 95 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کے والد مکرم شیخ محمد سعید صاحب نے 17 سال کی عمر میں تین سال کے مطالعہ و تحقیق کے بعد احمدیت قبول کی۔ چند سال بعد والدہ نے بھی ایک رؤیا کی بنا پر بیعت کر لی۔ آپ پاکستان آرمی سرجری ڈیپارٹمنٹ کے ڈائریکٹر میڈیکل کور کے سینئر موسٹ افسر اور قابل ترین سرجن تھے۔ آپ نے لفٹیننٹ جنرل کے عہدے تک ترقی پائی۔ آپ کی پیشہ ورانہ خدمات کے عوض آپ کو پاکستان آرمی کے اعلیٰ ترین اعزازات ہلال امتیاز، ستارہ بسالت، ستارہ امتیاز اور تمغہ امتیاز سے نوازا گیا۔ آپ ایک اعلیٰ پایہ کے شاعر بھی تھے۔ آپ کے چھ نعتیہ مجموعے شائع ہو چکے ہیں۔ آپ بہت نڈر اور بہادر انسان تھے۔ دینی و جماعتی گفتگو اور پیغام حق پہنچانا آپ کا پسندیدہ مشغلہ تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ایسی والہانہ محبت تھی کہ آخری ایام میں عیادت کے لیے آنے والوں کو بھی حضرت مسیح موعودؑ کا منظوم کلام سناتے تھے۔ خلافت کے شیدائی تھے۔ سادگی، اطمینان قلب، احمدیت سے والہانہ عقیدت اور خدمت خلق آپ کے نمایاں وصف تھے۔ پسماندگان میں دو بیٹیاں اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔

3۔ مکرم تنویر احمد صاحب ابن مکرم رانا نصر اللہ خان صاحب (لاہور)

5 فروری 2019 کو 67 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ فیصل آباد زرعی یونیورسٹی میں تعلیم مکمل کرنے کے بعد نصرت جہاں سکیم کے تحت پانچ سال نائیجیریا میں وقف عارضی کی توفیق پائی 1980 کی دہائی میں اسیر راہِ مولیٰ رہنے کی سعادت بھی حاصل ہوئی۔ آپ نے ملتان اور کراچی میں متعدد مقامی و ضلعی عہدوں پر خدمت کی توفیق پائی۔ لازمی چندہ جات بروقت ادا کرنے کے علاوہ دیگر مالی تحریکات اور خدمت انسانیت کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹیاں اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔

4۔ مکرم محمد ارشد صاحب ابن مکرم محمد شفیع صاحب درویش مرحوم (آف قادیان)

25 مئی 2018 کو حرکت قلب بند ہونے سے وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے 30 سال صدر انجمن احمدیہ کے مختلف ادارہ جات میں خدمت کی توفیق ملی۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند ایک نیک مخلص اور باوفا انسان تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹا عزیزم عمران قیوم (وقف نو) یادگار چھوڑا ہے جو جامعہ احمدیہ قادیان میں زیر تعلیم ہے۔

5۔ مکرم صابو الرحمٰن صاحب (سابق نیشنل صدر جماعت، احمدیہ سنگھ، نیپال)

14 فروری 2019 کو 67 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ نے 1992 میں احمدیت قبول کی جس پر آپ کے حقیقی بھائی اور گاؤں والے سخت مخالفت اور مار پیٹ پر اتر آئے لیکن آپ نے بڑی ہمت کے ساتھ حالات کا مقابلہ کیا اور احمدیت پر ثابت قدم رہے۔ 1999 میں MTA کی ڈش اپنے گھر میں بڑی جرأت سے نصب کرائی۔ بہت کامیاب داعی الی اللہ تھے۔ گاؤں کے شرفا کو گھر بلا کر تبلیغ کرتے اور غیر احمدیوں کے ساتھ مباحثات میں بڑی مدلل گفتگو کیا کرتے تھے۔ آپ کی تبلیغ سے علاقہ میں کئی جگہوں پر احمدیت کا پودا لگا۔ مرحوم نے نیپال میں صدر مجلس انصار اللہ کے علاوہ نیشنل صدر کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ ہر جماعتی خدمت کو بڑے اخلاص سے بجالاتے۔ اپنی زمین کا ایک قطعہ بھی گاؤں کی مسجد کے لیے پیش کیا ہوا تھا۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند، متقی، صابر و شاکر، باعمل اور نیک انسان تھے۔

6۔ مکرم منظور حسین صاحب ابن مکرم گوہر خان صاحب (چک 45 مرڑ ضلع ننکانہ)

28 نومبر 2018 کو 85 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم باجماعت نمازوں کے پابند، تہجد گزار، مالی قربانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے ایک نیک، مخلص اور باوفا انسان تھے۔ جماعتی عہدے داران کا بہت احترام کرتے تھے۔ مرحوم موصی تھے۔

7۔ مکرم ملک حماد احمد صاحب ابن مکرم ملک راشد احمد صاحب (نواب شاہ)

12 دسمبر 2018 کو 24 سال کی عمر میں برین ہیمبرج سے وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم نے لوکل قائد مجلس اور ناظم اطفال ضلع نواب شاہ کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پائی۔ جماعتی کاموں میں پیش پیش رہتے۔ بہت تعاون کرنے والے مخلص نوجوان تھے۔ مرحوم اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔

8۔ مکرمہ ڈاکٹر صبیحہ صاحبہ اہلیہ مکرم محمد اکرم ملک صاحب (یوکے)

24 دسمبر 2018 کو بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ بڑی ہمدرد گائنا کالوجسٹ تھیں اور بڑی سرگرمی سے لاہور میں ایک میڈیکل کیمپ بھی چلاتی تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں میاں کے علاوہ تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں جو جماعتی خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے آمین۔

......☆......☆......☆......

کلامُ الامام

”جب تم ایک وجود کی طرح ہو جاؤ گے، اس وقت کہہ سکیں گے کہ اب تم نے اپنے نفسوں کا تزکیہ کر لیا۔“

(ملفوظات، جلد 5، صفحہ 407)

طالب دُعا: قریشی محمد عبد اللہ تیاپوری مع فیملی، افراد خاندان و مرحومین، امیر ضلع جماعت احمدیہ گلبرگہ، کرناٹک

GSTIN: 07AFDPN2021G1ZY
Proprietor: Asif Nadeem
Mob: +919650911805
+919821115805
Email: info@easysteps.co.in
EasySteps®
Walk with Style!

Manufucturer & Supplier of All Type of Women's and Kid's Footwear
مستورات اور بچوں کے ہر قسم کے فٹ ویرز کے لیے رابطہ کریں
Address: Duggal Colony, Khanpur, New Delhi - 62
Address: Danish Manzil, Near Gurdwara, Qadian, Punjab

برانچ
دانش منزل (قادیان)
ڈگل کالونی (خانپور، دہلی)

طالب دعا
آصف ندیم
جماعت احمدیہ دہلی

PHLOX
All for dreams
PHLOX EXIM(OPC) PRIVATE LIMITED
MARCHENT EXPORTER OF DERMA COSMETICS, COSMETICS, MEDICATED AND NUTRITIONAL PRODUCTS
OFFICE NO. B/205, SIGNATURE-II, BUSINESS PARK
SARKHEJ SANAND ROAD SARKHEJ CIRCLE
AHMEDABAD-382210, GUJARAT (INDIA)
Mob: +91 8335898045 Tel: +91 7966177405
E MAIL: PHLOXEXIM@GMAIL.COM
WEB: WWW.PHLOXEXIM.IN

”خدا کے کلام سے پایا جاتا ہے کہ متقی وہ ہوتے ہیں جو حلیمی اور مسکینی سے چلتے ہیں
وہ مغرورانہ گفتگو نہیں کرتے، ان کی گفتگو ایسی ہوتی ہے جیسے چھوٹا بڑے سے گفتگو کرے
ہم کو ہر حال میں وہ کرنا چاہئے جس سے ہماری فلاح ہو، اللہ تعالیٰ کسی کا اجارہ دار نہیں وہ خالص تقویٰ کو چاہتا ہے جو تقویٰ کرے گا وہ مقام اعلیٰ کو پہنچے گا۔“

(ملفوظات، جلد اوّل، صفحہ 31، مطبوعہ 2018 قادیان)

ارشاداتِ عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصّلوٰۃ و السّلام

طالب دعا:
SYED IDRIS AHMED s/o SYED MANSOOR AHMED & FAMILY
Jama'at Ahmadiyya Tiruppur (Tamil Nadu)

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91 82830 58886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadrqadian.in
www.alislam.org/badr

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57
ہفت روزہ بدر قادیان
Weekly **BADAR** Qadian
Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA Qadian - 143516
Postal Reg. No. GDP/001/2019-20 Vol. 68 Thursday 13- June - 2019 Issue. 24

MANAGER
NAWAB AHMAD
Tel. : +91 1872 224757
Mobile : +91 94170 20616
e -mail:managerbadrqnd@gmail.com

ANNUAL SUBSCRIPTION : Rs.700/- (Per Issue : Rs.11/-) By Air : 50 Pounds or 80 US Dollars - 60 Euro (**WEIGHT** : 50 -100 Gms/Issue)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے عظیم المرتبت بدری صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اوصافِ حمیدہ کا ایمان افروز، دلگداز و دلنشین تذکرہ

(خلاصہ خطبہ جمعہ سیّدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 7؍جون 2019 بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ، سرے)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

آج سے دوبارہ بدری صحابہ کا ذکر شروع کروں گا۔ آج جن صحابہ کا ذکر ہے ان میں سے پہلا نام حضرت عبداللہ بن طارق کا ہے۔ حضرت معطب بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عبداللہ بن طارق کے اخیافی بھائی تھے۔ حضرت عبداللہ بن طارق اور حضرت معطب بن عبید غزوہ بدر اور غزوہ احد میں شامل ہوئے اور واقعہ رجیع کے دن دونوں بھائیوں کو شہادت نصیب ہوئی۔ حضرت عبداللہ بن طارق اُن چھ صحابہ اور بعض روایات کے مطابق دس صحابہ میں شامل تھے جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے 3 ھجری کے آخر میں قبیلہ عضل اور قارہ کے آدمیوں کے پاس بھیجا تھا تاکہ وہ انہیں دین کے بارے میں کچھ سمجھ بوجھ دیں اور انہیں قرآن کریم اور اسلامی شریعت کی تعلیم دیں۔ جب یہ لوگ مقام رجیع تک پہنچے تو اس پر قبیلہ ھزیل کے لوگوں نے سرکشی اختیار کرتے ہوئے ان صحابہ کا محاصرہ کیا اور بغاوت کرتے ہوئے ان سے قتال کیا۔ ان میں سے سات صحابہ کے نام یہ ہیں۔

حضرت عاصم بن ثابت، حضرت مرثد بن ابو مرثد، حضرت خبیب بن عدی، حضرت خالد بن بکیر، حضرت زید بن دثنہ، حضرت عبداللہ بن طارق اور حضرت معطب بن عبید۔ ان میں حضرت مرثد حضرت خالد اور حضرت عاصم اور حضرت معطب بن عبید تو وہیں شہید ہوگئے تھے۔ حضرت خبیب اور حضرت عبداللہ بن طارق اور حضرت زید نے ہتھیار ڈال دیئے تو کافروں نے انہیں قید کرلیا اور ان کو مکہ کی طرف لے کر چلنے لگے۔ جب وہ مقام زہران پر پہنچے تو حضرت عبداللہ بن طارق نے رسی سے اپنا ہاتھ چھڑا لیا اور اپنی تلوار ہاتھ میں لے لی۔ یہ کیفیت دیکھ کر مشرکین ان سے پیچھے ہٹ گئے اور آپ کو پتھروں سے مارنا شروع کردیا یہاں تک کہ آپ شہید ہوگئے۔ آپ کی قبر زہران میں ہے۔ واقعہ رجیع ہجرت کے بعد 36 ویں مہینے میں صفر کے مہینے میں ہوا۔

دوسرے صحابی جن کا ذکر ہے ان کا نام ہے حضرت عاقل بن بکیر۔ آپ کا پہلا نام غافل تھا لیکن جب انہوں نے اسلام قبول کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام عاقل رکھ دیا۔ حضرت عاقل حضرت عامر حضرت ایاز اور حضرت خالد یہ چاروں بھائی بکیر کے بیٹے تھے۔ انہوں نے اکٹھے دارِ ارقم میں اسلام قبول کیا اور یہ سب دارِ ارقم میں سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والے تھے۔ حضرت عاقل، حضرت خالد، حضرت عامر اور حضرت ایاس ہجرت کے لئے مکہ سے مدینہ کی طرف روانہ ہوئے تو انہوں نے اپنے تمام مرد و زن کو اکٹھا کر کے ہجرت کی۔ ان سب لوگوں نے مدینہ میں حضرت رفاعہ بن عبدالمنذر کے ہاں قیام کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عاقل اور حضرت مبشر بن عبدالمنذر کے درمیان مؤاخات قائم فرمائی۔ آپ دونوں غزوہ بدر میں شہید ہوئے تھے۔ حضرت عاقل غزوہ بدر کے روز 34 سال کی عمر میں شہید ہوئے تھے۔ ابن اسحاق کہتے ہیں کہ ہمیں حضرت ایاس اور ان کے بھائیوں حضرت عاقل حضرت خالد اور حضرت عامر کے علاوہ کوئی بھی چار ایسے بھائی معلوم نہیں جو غزوہ بدر میں اکٹھے شریک ہوئے ہوں۔

اگلے صحابی کا نام ہے حضرت زید بن حارثہ۔ آپ قبیلہ بنو قضاعۃ سے تعلق رکھتے تھے۔ حضرت زید چھوٹی عمر کے تھے کہ انکی والدہ انہیں لے کر میکے گئیں۔ سفر کے دوران پڑاؤ ڈالا، وہاں سے بنوقین کے سوار گزر رہے تھے تو خیمے کے سامنے سے انہوں نے حضرت زید کو اُٹھا لیا اور غلام بنا کر عکاظ کے بازار میں حکیم بن حزام کو چار سو درہم میں فروخت کر دیا۔ حکیم بن حزام نے اپنی پھوپھی حضرت خدیجہ بنت خویلد کی خدمت میں حضرت زید کو پیش کیا اور بعد میں حضرت خدیجہ نے اپنے تمام غلاموں کے ساتھ حضرت زید کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد کر دیا۔ اور آپؐ نے سب غلاموں کو آزاد کر دیا۔ حضرت زید کی گمشدگی پر آپ کے والد حارثہ کو بہت صدمہ ہوا تھا۔ کچھ عرصہ کے بعد بنو کلب کے چند آدمی حج کرنے کے لئے مکہ آئے تو انہوں نے حضرت زید کو پہچان لیا۔ حضرت زید نے انہیں کہا کہ میرے خاندان کو میرے بارے میں بتانا کہ میں خانہ کعبہ کے قریب بنو معاد کے ایک معزز خاندان میں رہتا ہوں اس لئے آپ لوگ کچھ غم نہ کریں۔ بنو کلب کے لوگوں نے جا کر ان کے والد کو اطلاع دی تو وہ بولے کہ رب کعبہ کی قسم! کیا وہ میرا بیٹا ہی تھا؟ لوگوں نے حلیہ اور تفصیل بتائی تو آپ کے والد حارثہ اور چچا کعب مکہ کی طرف چل پڑے۔ مکہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور فدیہ کے بدلہ اپنے لڑکے حضرت زید کی آزادی کی درخواست کی۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے زید کو بلا کر اس کی رائے طلب کی تو حضرت زید نے اپنے والد اور چچا کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ اعلان فرمایا کہ میں تمام غلاموں کو آزاد کرتا ہوں تو اس پر اور تو سب غلام چلے گئے صرف زید بن حارثہ جو بعد میں آپ کے بیٹے مشہور ہو گئے تھے وہ آپ کے پاس آئے اور انہوں نے کہا کہ آپ نے تو مجھے آزاد کر دیا مگر میں آزاد نہیں ہونا چاہتا میں آپ کے پاس ہی رہوں گا۔ آپ نے اصرار کیا کہ وطن جاؤ اور اپنے رشتہ داروں سے ملو۔ اب تم آزاد ہو مگر حضرت زید نے عرض کیا کہ جو محبت اور اخلاص میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم میں دیکھا ہے اس کی وجہ سے آپ مجھے سب سے زیادہ پیارے ہیں۔ زید ایک امیر گھرانے سے تعلق رکھتے تھے لیکن چھوٹی عمر میں ان کو ڈاکو اٹھا لائے تھے اور انہوں نے آپ کو آگے بیچ دیا تھا اس طرح یہ پھرتے پھراتے حضرت خدیجہ کے پاس آ گئے۔ آپ کے باپ اور چچا آپ کی تلاش میں نکلے اور تلاش کرتے کرتے آنحضرتؐ کے پاس آئے اور کہا ہم آپ کے پاس آپ کی شرافت اور سخاوت سن کر آئے ہیں آپ کے پاس ہمارا بیٹا غلام ہے۔ اس کی قیمت جو آپ مانگیں ہم دینے کے لئے تیار ہیں آپ اسے آزاد کردیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ کا بیٹا میرا غلام نہیں ہے میں اسے آزاد کر چکا ہوں۔ پھر آپ نے زید کو بلایا اور فرمایا تمہارے والد اور چچا تمہیں لینے آئے ہیں۔ میں تمہیں آزاد کر چکا ہوں تم میرے غلام نہیں ہو تم ان کے ساتھ جا سکتے ہو۔ حضرت زید نے جواب دیا آپ نے تو مجھے آزاد کر دیا ہے مگر میں تو آزاد ہونا نہیں چاہتا میں تو اپنے آپ کو آپ کا غلام ہی سمجھتا ہوں۔ آپ نے پھر فرمایا کہ تمہاری والدہ کو بہت تکلیف ہے اور دیکھو تمہارے ابا اور چچا کتنی دور سے اور کتنی تکلیف اٹھا کر تمہیں لینے آئے ہیں تم ان کے ساتھ چلے جاؤ۔ زید کے والد اور چچا نے بھی بہت سمجھایا مگر حضرت زید نے ان کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا اور فرمایا کہ آپ بیشک میرے باپ اور چچا ہیں اور آپ کو مجھ سے محبت ہے مگر جو رشتہ میرا ان سے قائم ہو چکا ہے وہ اب ٹوٹ نہیں سکتا۔ ان سے جدا ہو کر میں زندہ نہیں رہ سکوں گا۔ جب زید نے یہ باتیں کیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم خانہ خدا میں تشریف لے گئے اور اعلان کیا کہ زید نے جس محبت کا ثبوت دیا ہے اس کی وجہ سے آج سے وہ میرا بیٹا ہے۔ اس پر زید کا باپ اور چچا دونوں خوش ہوئے اور خوش خوش واپس چلے گئے کیونکہ انہوں نے دیکھ لیا تھا کہ وہ نہایت آرام اور سکھ کی زندگی بسر کر رہا ہے۔ غرض محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کمال اخلاق کا یہ ثبوت ہے کہ جب زید نے وفاداری کا مظاہرہ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر معمولی احسان مندی کا ثبوت دیا۔

اس واقعہ کے متعلق سیرت خاتم النبیین میں مزید یہ ذکر ملتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ میرا وارث ہوگا اور میں اس کا وارث ہوں گا۔ اس دن سے حضرت زید، زید بن محمد کہلانے لگے لیکن ہجرت کے بعد خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ حکم اترا کہ منہ بولا بیٹا بنانا جائز نہیں ہے تو زید کو پھر زید بن حارثہ کہا جانے لگا مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سلوک اور پیار اس وفادار خادم کے ساتھ وہی رہا جو پہلے دن تھا بلکہ دن بدن ترقی کرتا گیا اور زید کی وفات کے بعد زید کے لڑکے اسامہ بن زید سے بھی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خادمہ ام ایمن کے بطن سے تھے آپ کا وہی سلوک اور وہی پیار تھا۔ زید کی خصوصیات میں سے ایک خصوصیت یہ ہے کہ تمام صحابہ میں سے صرف انہی کا نام قرآن شریف میں صراحت کے ساتھ مذکور ہوا ہے۔ حضرت جبلہ جو حضرت زید کے بڑے بھائی تھے، ان سے ایک دفعہ پوچھا گیا کہ آپ دونوں میں سے کون بڑا ہے۔ تو انہوں نے کہا زید مجھ سے بڑے ہیں، میں بس ان سے پہلے پیدا ہو گیا تھا۔ آپ کی مراد یہ تھی کہ حضرت زید اسلام لانے میں سبقت لے جانے کی وجہ سے آپ سے افضل ہیں۔ حضرت براء بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید سے فرمایا۔ **انت اخونا ومولٰنا**۔ تم ہمارے بھائی اور ہمارے دوست ہو۔

سفر طائف میں بھی حضرت زید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ وہاں قبیلہ ثقیف کے لوگ آباد تھے۔ حضرت ابو طالب کی وفات کے بعد قریش نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر دوبارہ مظالم شروع کئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت زید بن حارثہ کے ہمراہ طائف کی طرف تشریف لے گئے۔ آپ دس دن تک طائف میں رہے اس دوران آپ طائف کے تمام رؤوسا کے پاس گئے مگر کسی نے بھی آپ کی دعوت قبول نہیں کی۔ جب ان کو اندیشہ ہوا کہ ان کے نوجوان آپ کی دعوت قبول کرلیں گے تو انہوں نے کہا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہمارے شہر سے نکل جاؤ اور وہاں جا کر رہو جہاں آپ کی دعوت قبول کی گئی ہے پھر انہوں نے آوارہ لوگوں کو آپ کے خلاف بھڑکایا تو وہ آپ کو پتھر مارنے لگے یہاں تک کہ آپ کے دونوں قدموں سے خون بہنے لگا۔ حضرت زید بن حارثہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر پھینکے جانے والے پتھروں کو اپنے اوپر لینے کی کوشش کرتے تھے حتی کہ حضرت زید کے سر پر بھی متعدد زخم آئے۔

حضور انور نے فرمایا اس کی تفصیل ابھی باقی ہے انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ خطبہ میں بیان ہوگی۔

......☆......☆......☆......

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad